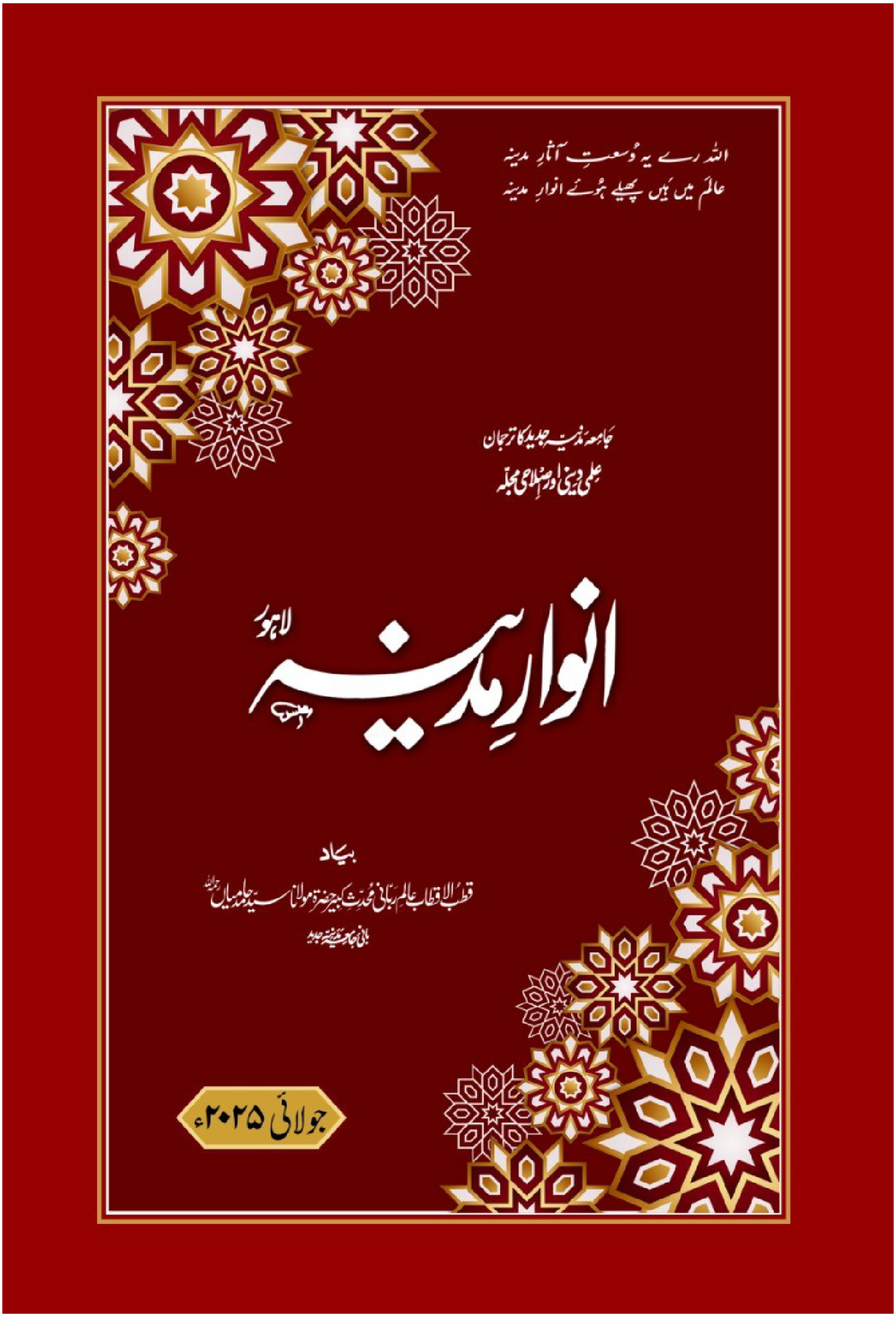
اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
جولائی ۲۰۲۵ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۷	محرم الحرام ۱۴۴۷ھ / جولائی ۲۰۲۵ء	جلد : ۳۳

سیّد محمود میاں

مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 0333-4249302

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0323 - 4250027

موبائل : 0335 - 4249302

جازکیش نمبر : 0304 - 4587751

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
سیرتِ مبارکہ .... حِجُّ الْبَیْت	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۸
مقالاتِ حامدیہ .... آپ سب سے افضل آپ کی امت بھی سب سے افضل	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۰
محرم الحرام کی فضیلت	حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالکریم صاحب گمتھلویؒ	۲۴
عصمتِ انبیاء و حرمتِ صحابہؓ	حضرت علامہ محمد یوسف صاحب بنوریؒ	۲۶
قائد جمعیۃ علماء اسلام کا قومی اسمبلی میں خطاب	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب	۴۴
رحمٰن کے خاص بندے قسط : ۳۳	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۳
شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ قسط : ۱	مولانا محمد معاذ صاحب	۵۸
اخبار الجامعہ	مولانا عکاشہ میاں صاحب	۶۵

دعائے صحت کی اپیل

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم العالی تین ماہ سے شدید علیل ہیں

قارئین کرام سے حضرت مدظلہم کی صحت یابی کے لیے دعاؤں کی اپیل ہے (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم گزشتہ تین ماہ سے شدید علیل ہیں اس لیے اس ماہ کا اداریہ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم نے تحریر کیا ہے (ادارہ)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

بین الاقوامی طور پر مسلم ممالک سمیت ہمارا وطن عزیز پاکستان بھی تقریباً گزشتہ دو ماہ سے مشکلات سے گزر رہا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وطن عزیز اور تمام اسلامی ممالک کی حفاظت فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

ان حالات میں ہر ہر فرد اور ہر ہر جماعت کے ذمہ ہے کہ وہ باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت ومحبت سے کام لے اور اسلامی نظام پر عمل کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرے اس حوالہ سے ہمیں مندرجہ ذیل تین امور پیش نظر رکھنے چاہییں : (۱) تنظیم (۲) تربیت (۳) تعمیر

سب سے پہلے تنظیم سازی کے لیے ہمیں چاہیے کہ انفرادی طور پر نظم وضبط پیدا کر کے ایک جماعت کی صورت اختیار کریں یہ بھی ذہن میں رہے کہ جماعت چند ہم خیال یا چند نعرہ باز افراد کی بھیڑ کا نام نہیں ہے، جب تک انفرادی طور پر ہم خود یا اجتماعی طور پر ہماری دینی جماعتیں اور تمام اسلامی ممالک دینی اصول وضوابط کے مطابق نظم وضبط پیدا کر کے ایک جماعت کا مظاہرہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم معاشرے میں کوئی موثر کردار ادا نہیں کر سکیں گے !

دوسری چیز جس کی ہمیں اور تمام دینی جماعتوں کو اشد ضرورت ہے وہ ہے اپنی اور جماعت سے وابستہ افراد اور ارکان کی دینی، مذہبی، سیاسی اور سماجی تربیت ! یعنی ہمارا ہر ہر فرد صوم وصلوٰة اور اسلامی فرائض کا پابند ہو، ناجائز امور اور محرمات سے دور ہو، اسے بقدرِ ضرورت دینی مسائل، سیاسی تقاضوں اور سماجی ضرورتوں کا علم ہو اس کے نزدیک سیاست صرف حبِ جاہ اور شخصیت نمائی نہ ہو بلکہ خدا کی مخلوق کی بے لوث خدمت، ضرورت مندوں اور عوام کی دینی ودنیاوی اصلاح اس کی زندگی کا مشن ہو !

تیسری چیز جو ہمارے لیے نہایت ضروری ہے وہ ہے ''تعمیر'' یعنی ہمارا باہمی رابطہ ہو ! ہر شخص ایک دوسرے تک دینی دعوت پہنچائے، گھل مل کر اسلامی فرائض سیکھیں سکھائیں، مسجدوں میں خود بھی آئیں اپنے ساتھیوں کو بھی لائیں، مشکلات اور پریشانیوں کے حل میں ایک دوسرے کی مدد کریں، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ سے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں !

مختصر یہ کہ اسلامی نظام کی کامیابی کے لیے ہر فرد اپنی اور ہر قوم اجتماعی طور پر اپنی ذہنی تعمیر، اخلاقی تعمیر، سماجی تعمیر اور دینی تعمیر کی طرف توجہ دے، جب تک ہم محنت، لگن، خلوص اور جذبے سے کام کرتے رہیں گے تو ہم اپنی شاندار ماضی کی تاریخ کو دہراتے رہیں گے اور جب ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں گے تو یاد رکھیں کہ اسلام دشمن عناصر پہلے ہی سے ہماری ذہنی تخریب میں لگے ہوئے ہیں وہ ہمیں دنیا وآخرت میں ناکام ونامراد کر چھوڑیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو !

نعیم الدین

یکم محرم الحرام ۱۴۴۸ھ / ۲۷ جون ۲۰۲۵

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

رضا اور عافیت سب سے بڑی نعمت

(درسِ حدیث نمبر ۲۹۳ ۳۱؍ جنوری ۱۹۶۹ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی سے ان کے صاحبزادے نے یہ سوال کیا کہ میں دیکھتا ہوں آپ ہر دن یہ دعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ[1] اے اللہ میرے بدن میں تو عافیت قائم رکھ، اے اللہ میرے کانوں میں عافیت قائم رکھ، الٰہی میری آنکھوں میں بھی عافیت قائم رکھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں یہ گویا تین دعائیں ہیں

صاحبزادے کا مقصد یہ تھا کہ معلوم کرلیں کہ یہ دعا جو والد صاحب ہر روز تین دفعہ صبح اور تین دفعہ شام کو پڑھتے ہیں کس نے ذمہ لگائی ہے ؟ خود بنائی ہے یا کوئی اور وجہ ہے ؟

صحابی نے جواب دیا کہ بیٹے، میں نے جنابِ رسالت مآب علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے ہوئے خود سنا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے طریق پر عمل کروں ! گویا یہ جواب دیا کہ میرا مقصد اس دعا سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سرکارِ کائنات ﷺ کی اطاعت کرنی مجھے بہت پسند ہے، یہ دعائیں صرف سنتِ نبوی کے باعث کر رہا ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۴۱۳

صحابۂ کرامؓ ہر کام رضائے خدا کو مدِ نظر رکھ کر کرتے تھے اور انہیں یہ یقین تھا کہ نبی ٔاکرم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے سے ہمیں (رضائے الٰہی کی) یہ دولت حاصل ہو جائے گی !

صحابہ کرامؓ کا سب سے بڑا مقصد رضائے الٰہی کا حصول تھا وہ اس کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے قرآنِ حکیم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ رکوع کرتے تھے، سجدہ کرتے تھے یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہی کرتے تھے ﴿ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ﴾

حضور اکرم ﷺ کی اس دعا میں کانوں کو مقدم کیا گیا ہے، کانوں کی عافیت کی دعا آنکھوں سے پہلے طلب کی گئی ہے یہ اس لیے کہ کان آنکھ سے زیادہ کارآمد ہیں، انسان آنکھوں کی بہ نسبت کانوں سے زیادہ کام لیتا ہے، کان سے آدمی سننے میں روشنی کا محتاج نہیں، اندھیرے میں بھی کان سے کام لیا جا سکتا ہے، اس کے ذریعہ سے سنا جا سکتا ہے، کان سے کام لینے کے لیے رخ پھیرنا بھی ضروری نہیں، رخ پھیرے بغیر بات سنی جا سکتی ہے بخلاف آنکھ کے کہ بغیر روشنی کے اس سے کام نہیں لیا جا سکتا، روشنی نہ ہو تو آنکھ سے کوئی چیز نہیں دیکھ سکتے، آنکھ سے کام لینے کے لیے اس طرف رخ پھیرنا بھی ضروری ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر دیکھا نہیں جا سکتا، ایک انسان آنکھوں کی بہ نسبت کانوں سے زیادہ معلومات حاصل کر سکتا ہے قرآنِ کریم میں بھی کانوں ہی کو مقدم فرمایا گیا ہے ارشاد ہے ﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ ﴾ آنحضرت ﷺ کے یہ کلمات قرآنِ کریم کے عین مطابق ہیں قرآن میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے ! !

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑی چیز کوئی نہیں، آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد بالکل برحق ہے کسی کو ہر طرح کی راحتیں میسر ہوں مگر وہ بیمار ہو تو گویا کچھ بھی نہیں، عافیت نصیب نہ ہو تو دنیا کے لذائذ و تمتعات سے آدمی کبھی بھی لطف اندوز نہیں ہو سکتا، زندگی بغیر عافیت کے سراسر مصیبت ہے اگر کسی انسان کو کچھ بھی میسر نہیں مگر عافیت کی دولت نصیب ہے تو وہ خوش قسمت ہے عافیت کا مطلب ہے بے فکری، پریشانیوں سے آزاد ہونا، دل کا مطمئن ہونا، غم و آلام سے پناہ میں رہنا !

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ اپریل ۲۰۱۷ء بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۳۱ ؍ جنوری ۱۹۶۹ء)

سیرتِ مبارکہ

مقاصدِ بعثت ، فرائضِ نبوت اور تکمیل

سیّد الملۃ و مؤرخ الملۃ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ " محمد رسول اللّٰہ " ﷺ کے چند اوراق

۞ ۞ ۞

حِجُّ الْبَیْت :

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً . (سورۃ آلِ عمران : ۹۷)

"اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس بیت کی جو کوئی پاوے اس تک راہ" [۱]

رب اکبر کے بیت الحرام کی بنیادیں بلند کرتے ہوئے حضرت ابراھیم و اسماعیل علیھما السلام نے امتِ مسلمہ اور اس کے لیے رسول کی وہ دعا کی تھی جس کی ضیا پاشی کا تذکرہ پہلے صفحات میں گزرا اسی وقت حضرت ابراھیم علیہ الصلٰوۃ السلام نے حضرت حق جل مجدہٗ کے اس حکم کی تعمیل بھی کی تھی

﴿ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾ "لوگوں میں حج کا اعلان پکار دے"

یہ رسول موعود محمد ﷺ اپنے مورثِ اعلیٰ کی ملت "ملتِ ابراھیم" کا احیاء کرتے ہوئے بحکم خدا خانۂ کعبہ کو قبلہ بنا چکے تھے لیکن اعلانِ حج کا جو تقاضا تھا

﴿ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴾ [۲]

"آئیں گے تیرے پاس پا پیادہ اور دبلے پتلے اونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے آئیں گے"

یہ تقاضا پورا نہیں ہوسکا تھا اور کیسے پورا ہوتا جبکہ خانہ کعبہ پر قریش کا قبضہ تھا اور انہوں نے اس مرکزِ توحید کو کفر و شرک کا تیرتھ [۳] بنا رکھا تھا۔

لیکن ملتِ ابراہیمی کے فداکاروں میں جو جذبہ تحویلِ قبلہ کے لیے تھا وہی جذبہ اور ممکن ہے اس سے زیادہ جذبہ اور شوق اس کا ہو کہ اعلانِ ابراہیمی کے تقاضے کو پورا کریں اس جذب و اضطراب کو بڑا سکون وارث ابراہیم خلیل اللہ محبوب رب العالمین ﷺ کے اس جواب سے ہوا کہ

"سر منڈاتے ہوئے یا بال کتراتے ہوئے مسجدِ حرام میں داخل ہو رہے ہیں"

---

[۱] ترجمہ از حضرت شاہ صاحب [۲] سورۃ الحج : ۲۷ [۳] مقدس مقام یا مندر

اسی دور میں آنحضرت نے عمرہ کا ارادہ فرمایا لیکن جب چودہ سو مؤمنین صالحین کے پورے قافلہ اور ان کے آقا اور قائد (ﷺ) کو مقام حدیبیہ پر روک دیا گیا پھر صلح ہوئی تو نہایت دبی ہوئی شرطوں پر جن میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اس وقت نہ عمرہ کریں، نہ مکہ میں داخل ہوں، اس وقت حدیبیہ ہی سے واپس ہوجائیں آئندہ سال آسکتے ہیں مگر خاص خاص پابندیوں کے ساتھ کہ اسلحہ کم سے کم ہو اور وہ بھی نیاموں میں بند ہو، صرف تین دن قیام کریں (وغیرہ وغیرہ) تو ایک مایوسی لازمی تھی لیکن وحی الٰہی نے جس طرح اس دبی ہوئی صلح کو فتح مبین فرمایا، مایوس دلوں کو یہ بشارت دے کر تازگی بخشی کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب اللہ کے رسول (ﷺ) کا خواب پورا ہوگا

﴿ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُ وْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ﴾ (سورۃ الفتح : ۲۷)

''تم مسجد حرام میں ان شاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈائے ہوگا ، کوئی بال کتراتا ہوا ، کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا''

وحی الٰہی سراسر صداقت ہوتی ہے ایک سال بعد ان سب نے عمرہ کیا جن کو بشارت دی گئی تھی پھر جب ۸ ہجری میں مکہ معظّمہ فتح ہو چکا تو سن ۱۰ ھ میں خواب کی تعبیر اس شان سے جلوہ گر ہوئی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ! !

حجِ اسلام اور اعلانِ براءت ۹ ہجری :

رمضان شریف ۸ ھ میں مکہ فتح ہوا مگر چونکہ فوراً ہی حنین واوطاس کے معرکے پیش آگئے پھر طائف کے محاصرہ میں تقریباً ایک مہینہ لگ گیا اس لیے اس سال حج کا انتظام پہلے ہی ہاتھوں میں رہا، صرف حج کے ارکان مسلمانوں نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کیے جو مکہ معظّمہ کے امیر (گورنر) مقرر کیے گئے تھے ! !

اب مکہ فتح ہوئے ایک سال ہو چکا ہے، نہ صرف مکہ کے باشندے بلکہ قریب قریب عرب کے تمام ہی قبیلے مسلمان ہو چکے ہیں، پہلے عرب کفار و مشرکین کا تھا اب عرب مسلمانوں کا بن چکا ہے [۱] لہٰذا اس سال حج کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا جا رہا ہے مگر آنحضرت ﷺ بہ نفسِ نفیس اس سال بھی تشریف نہیں لے جا سکے [۲] لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا گیا اور تین سو صحابہ کے ساتھ حج ادا کرنے کے لیے روانہ فرما دیا گیا، بعد میں حسبِ ارشاد رسالت مآب ﷺ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خصوصی اعلان کے لیے پہنچ گئے [۳]

---

[۱] عرب کے باشندے چونکہ قریش کے زیر اثر تھے اس لیے اسلام لانے میں بھی قریش کے روّیہ پر ان کی نظر تھی صلح حدیبیہ نے ان کے خیالات میں تبدیلی پیدا کی، مسلمانوں کو تبادلہ خیالات کا موقع ملا لہٰذا اسلام قبائل میں پھیلنے گا اور جب مکہ فتح ہو چکا اور قریش حلقہ بگوشِ اسلام بن گئے تو اب تمام رکاوٹیں ختم ہو گئیں، اب ہر قبیلہ اسلام کی طرف لپکنے لگا اور وہ اسلام جو گزشتہ اکیس سال میں چیونٹی کی چال چلا تھا اب وہ ایک سیلاب بن گیا جس کی لہریں عرب کے کناروں کو چھونے لگیں۔

[۲] اس لیے کہ خانہ کعبہ اگرچہ نشاناتِ شرک سے پاک ہو چکا تھا مگر سلسلہ حج اس طرح پاک نہیں ہوا تھا کیونکہ مشرکین بھی آتے تھے اور ان کی مشرکانہ رسوم اور وحشیانہ حرکتیں (مثلاً برہنہ حج کرنا) باقی تھیں، حج میں اس سال ان کی ممانعت کا اعلان کر کے مناسکِ حج کو پاک کرنا تھا ! اور اس لیے بھی آپ تشریف نہیں لے گئے کہ ''نسی'' یعنی لوند کی وجہ سے جو مہینوں کی ترتیب بگڑی ہوئی تھی وہ درست نہیں ہوئی تھی، یہ ترتیب اگلے سال درست ہوئی جس سال آنحضرت ﷺ نے حج فرمایا اسی موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا تھا

اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (بخاری ص ۶۷۲ رقم الحدیث ۴۶۶۲)

''زمانہ کی جو ترتیب اس روز تھی جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے اسی ترتیب پر لوٹ آیا ہے''

واللّٰہ اعلم بالصواب

[۳] اس موقع پر بھی پوری اہمیت کے ساتھ یہ اعلان کرنا تھا کہ جو کفار و مشرکین عہد نامہ کی خلاف ورزی کر چکے ہیں ان کا معاہدہ مسلمانوں کی طرف سے بھی منسوخ کیا جاتا ہے اور آئندہ اس کی ذمہ داری سے براءت کی جاتی ہے ! اس قسم کے اہم اعلان کے لیے عربوں کے قاعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ خود صاحبِ معاملہ اعلان کرے یا کوئی اس کا صلبی عزیز اعلان کرے ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تاکہ مشرکین کو حیلہ بہانہ کا موقع نہ رہے ! !

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تعلیم کے مطابق حج کرایا حج کے زمانہ میں وہ خداوندی اعلان بار بار سنایا جس کی ہدایت سورۂ براءت کے شروع کی گئی ہے کہ ۱

(۱) وہ لوگ جو معاہدے کے پابند رہے ہیں ان کے معاہدے اپنی مدت تک باقی رہیں گے

(۲) جن لوگوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی یا اب تک کوئی معاہدہ ہی نہیں کیا تھا ان کو چار ماہ کی مہلت اور دی جاتی ہے ۲ پھر ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے ۳

(۳) آئندہ کوئی مشرک اللہ کے گھر میں داخل نہ ہو سکے گا

(۴) کوئی شخص ننگے بدن طواف نہیں کرے گا

حج فرض ، حجة الوداع :

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ﴾ (سورة الفتح : ۲۷)

---

۱ ذی الحجہ جس کو یوم النحر کہا جاتا ہے اس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منیٰ کے عام اجتماع میں اعلان کیا کہ آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ میں نہیں داخل ہو سکے گا، نہ کوئی شخص برہنہ بدن طواف کر سکے گا ! (بخاری) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۂ براء ت کی ابتدائی آیتیں پڑھیں جن میں مذکورہ بالا امور کا اعلان ہے ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات نے اس اعلان کی اس طرح زور زور سے تشہیر کی کہ ان کے گلے پڑ گئے (یعنی پیچھے پڑ گئے) (سیرة ابن هشام)

۲ مکہ معظّمہ گزشتہ سال ۲۰؍ رمضان کو فتح ہو چکا ہے جس کو آج ۱۰؍ ذی الحجہ ۹ ھ کو پندرہ مہینے گزر چکے ہیں اب تک مشرکوں اور کافروں سے کچھ نہیں کہا گیا اور آج بھی چار ماہ کی مزید مہلت دی جا رہی ہے اس سے بڑھ کر اور سیر چشمی کیا ہو سکتی ہے ؟ پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ! !

۳ اس اعلان کے بموجب کسی قبیلے سے بھی جنگ کی نوبت نہیں آئی کیونکہ اس سے پہلے ہی وہ سب لوگ مسلمان ہو چکے تھے جن پر اس دفعہ کا اطلاق ہو سکتا تھا۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو مطابق واقع کے ہے
کہ تم لوگ مسجدِ حرام میں ان شاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں
کوئی سر منڈاتا ہوگا، کوئی بال کتراتا ہوگا، کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا'' ۱

خدا کے سارے احکام پہنچا دیے گئے ان پر عمل کا عادی بھی بنا دیا گیا لیکن ایک فرض باقی رہ گیا یعنی '' حج بیت اللہ '' اس پر عمل کرانا باقی ہے۔

۱۰ ہجری ذیقعدہ کا مہینہ آیا عرب میں حج کا اعلان کرا دیا گیا، اہل ایمان مرد عورتیں اور بچے سب طرف سے آنے لگے آنحضرت ﷺ کا موکبہ ہمایونی ۲ ۲۶؍ ذیقعدہ ۱۰ ہجری کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا، شمعِ رسالت کے گرداگرد ہزاروں پروانوں کا ہجوم ہے ! راستہ میں بے شمار پروانوں کے جھرمٹ آتے جاتے اور ﴿ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ﴾ کہتے ہوئے پروانوں میں ملتے جاتے ہیں اس طرح ان کی تعداد سوا لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے ! !

۴؍ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو یہ نورانی قافلہ جو رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیر قیادت لشکرِ رحمت ہے بلد حرام (مکہ معظّمہ) میں داخل ہوا، قواعدِ حج کے مطابق ۸؍ ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ سے روانہ ہو کر شب کو منیٰ میں قیام کرتے ہوئے ۹؍ ذی الحجہ کو مقام عرفات میں نزول فرما ہوا پھر اسی شام کو عرفات سے روانہ ہو کر عشاء کے قریب مزدلفہ پہنچا، شب کو یہاں قیام فرما کر صبح سویرے یہ نورانی میلہ مزدلفہ سے منیٰ منتقل ہوا جہاں دو روز قیام پذیر رہا، ان ایام میں ان کے امام نے (جو سیاسی نظام کے لحاظ سے بھی امام اعظم ہے اور نہ صرف امام المومنین بلکہ امام الانبیاء وسیّد المرسلین ہے (صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ وعلیھم اجمعین) تقریر فرمائی اس کے متفرق اجزاء جو بخاری ، مسند احمد، مسند بزاز، طبرانی میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا مفہوم اپنی زبان اور اپنے الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے مطالعہ فرمائیے اور سبق لیجیے

---

۱ یہ داخلہ ۷ ہجری میں ہو چکا تھا جب عہد نامہ حدیبیہ کے بموجب آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے اور اطمینان سے عمرہ کیا پھر حلق وقصر کیا ! اس سے پہلے خیبر فتح ہو چکا تھا چونکہ یہ تمام وعدے حج فرض پر بھی صادق ہو رہے ہیں اس مناسبت سے یہ آیت یہاں پیش کر دی گئی۔ ۲ بابرکت لشکر ، بختوں والی سواری

ناقہ کی پشت جو اس وقت تاجدارِ دوجہاں سیّد الثقلین ﷺ کا گویا منبر تھا اسی ذی حیات منبر سے آپ ﷺ نے امت کو خطاب فرمایا

خطبہ حجۃ الوداع :

پہلے تین دفعہ اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر پھر ارشاد فرمایا
''خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کو کامیاب کیا ، تن تنہا تمام ٹولیوں کو پسپا کردیا ، وہی تعریف کا مستحق ہے ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے مغفرت مانگتے ہیں [1] اور گواہی دیتے ہیں کہ اس اکیلے معبود کے سوا کوئی معبود نہیں ، محمد اس کا بندہ اور پیغمبر ہے'' [2]
لوگو ! میں تمہیں خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں دیکھو چار چیزیں ہیں
خدا کے سوا کسی کو شریک نہ بناؤ ، کسی کی ناحق جان نہ لو ، زنا نہ کرو ، چوری نہ کرو
اے لوگو ! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں
دیکھو سنو ! اپنے پروردگار کی عبادت کرو ، پنج وقتہ نمازیں ادا کرو ، رمضان کے روزے رکھو ، زکوۃ ادا کرو ، جن کو تم اپنے معاملات کا ذمہ دار بناؤ
ان کی بات مانو ! اپنے رب کی جنت میں خوشی خوشی داخل ہو جاؤ !
دیکھو جو کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو یاد رکھو ممکن ہے آئندہ مجھے نہ دیکھ سکو !
لوگو ! بتاؤ یہ کون سا دن ہے کون سا مہینہ ہے کس مقام پر تم اس وقت ہو ؟

---

[1] یہ ہے مقام نبوت تیئس سالہ جدوجہد کا نام نہیں ، اپنی جفاکشی اور محنت کا کوئی تذکرہ نہیں ، اپنی ہستی کچھ نہیں ، جو کچھ ہے اللہ کا فضل و کرم ہے اس کی امداد و اعانت ہے اپنی کوتاہیاں سامنے ہیں جن کی مغفرت طلب کی جارہی ہے اپنے کسی کمال کا تصور اور خیال بھی نہیں ، پورا خطبہ پڑھ لو کہیں اپنی معمولی سی تعریف بلکہ تعریف کا کوئی شائبہ بھی نہیں ملے گا جبکہ سیاسی رہنما ایسے موقع پر اپنی خدمات بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور اپنی ہوش مندی اور سلیقہ مندی کے قصیدے خود اپنی زبان سے پڑھتے ہیں'' [2] بخاری شریف وغیرہ

(پھر ارشاد ہوا) یہ وہی دن ہے جس کی تم ہمیشہ سے تعظیم کرتے چلے آئے ہو جس میں ایک دوسرے کے خون کو حرام سمجھتے آئے ہو، یہ وہی ذی الحجہ ہے جس میں آپس میں قتل وخون سب سے بڑا جرم سمجھتے رہے ہو۔ یہ وہی شہر ہے جس کی حرمت وعظمت کا سکہ تمہارے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے جس میں ہر ایک کی جان محفوظ مانی جاتی ہے !

دیکھو، ایک دوسرے کی جان، مال، آبرو، ایسی ہی حرام ہے جیسے یہ مبارک دن اس مبارک مہینہ میں اس مقدس شہر میں !

اے لوگو ! میری بات سنو اور زندگی پاؤ !

خبردار ظلم نہ کرنا، خبردار ظلم نہ کرنا، خبردار ظلم نہ کرنا، کسی بھی شخص کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر لینا روانہیں، جس کے پاس کسی کی امانت ہے وہ احتیاط سے اس کو ادا کردے۔ (مسند احمد)

پھر ارشاد ہوا

مسلمانو ! خبردار، خبردار، میرے بعد گمراہ اور کافر مت ہوجانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارتے پھرو ! میری سنو اور خوب سمجھ لو یاد رکھو مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں دیکھو ظلم مت کرو، کسی کی آبرو مت گراؤ''

عورتوں کے حقوق :

''اے لوگو ! اپنی عورتوں پر تمہارا حق ہے اور ان کا تم پر، تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہاری ناموس اور آبرو کی حفاظت کریں، کوئی بدکاری عمل میں نہ لائیں عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم خوش دلی سے ان کو کھانا کپڑا دو، عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے !

دیکھو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، وہ اللہ کی بندیاں ہیں، خدا نے تم کو ان پر بڑائی دی ہے عورتوں کے معاملہ میں خوفِ خدا سے کام لو'' ! !

گزشتہ دور کے مظالم فراموش :

دیکھو ! خون (یعنی قتل کرنے اور قصاص لینے کے اور) پانی کے چشموں اور اموال کے جو تنازعات چلے آرہے تھے آج وہ سب میرے قدموں کے نیچے (پامال ہوچکے) ان کو فراموش کر دو اور سب سے پہلے جس خون کا مطالبہ معاف کیا جاتا ہے وہ (میرے چچازاد بھائی) ربیعة بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے یہ شیرخوار تھا قبیلہ بنی حارث میں پرورش پا رہا تھا قبیلہ ھذیل کے لوگوں نے اس کو زمانہ شیرخواری ہی میں قتل کر دیا تھا (اس کا خون میں معاف کرتا ہوں)

اور دیکھو زمانہ جاہلیت کے تمام سود معاف ! میں سب سے پہلے وہ سود معاف کرتا ہوں جو میرے چچا عباس کے لوگوں کے اوپر تھے اگر چاہو تو اصل قرض لے سکتے ہو، نہ تم پر کوئی ظلم، نہ تمہارا کسی پر ظلم (مسند احمد)

لوند ختم :

اور دیکھو زمانہ اسی ہیئت پر لوٹ آیا ہے جو اس کی ہیئت ابتداءً آفرینش میں تھی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے تھے

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴾ (التوبة : ۳۶)

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کیے تھے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ہیں ادب کے، یہی ہے سیدھا دین سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اوپر ! اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں جیسے وہ

لڑتے ہیں تم سے ہر حال میں اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والوں کے''

مسلمانو ! خبردار، خبردار، میرے بعد کفر کی باتوں پر نہ آجانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارتے پھرو'' (صحیح البخاری)

''دیکھو شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے اس کی پوجا نہیں کر سکتے، ہاں وہ تمہارے اندر جھگڑے کھڑے کرنے میں (لگ گیا ہے) وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تمہیں بھڑکاتا رہے گا دیکھو احتیاط سے کام لیتے رہنا'' (مسند احمد)

مساواتِ انسانی :

ارشاد ہوا : اے لوگو ! تمہارا رب ایک، تمہارا باپ ایک، نہ عرب کو عجم پر فضیلت نہ عجم کو عرب پر فضیلت، نہ کالے کو گورے پر عظمت، نہ گورے کو کالے پر بڑائی، سب کے سب ایک باپ، آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم کی آفرینش مٹی سے ہوئی تھی کسی کو جو فضیلت میسر آسکتی ہے وہ تقویٰ (خدا ترسی اور پرہیزگاری) کی بناء پر !

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾[1]

''اے آدمیو ! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو، تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا، اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار'' (ترجمہ از تفسیر عثمانی)

اے جماعتِ قریش ایسا نہ ہو کہ قیامت کو تم لدے ہوئے آؤ کہ دنیا تمہاری گردنوں پر سوار ہو اور دوسرے لوگ آخرت لے کر آئیں، دیکھو میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کر سکتا

---

[1] سورۃ الحجرات : ۱۳ ، ترمذی و مسند احمد وغیرہ

مسلم اور مومن کون ہے ؟

دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں مسلم اور مومن کون ہے ؟ مسلمان وہ ہے کہ سب مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں ! اور مؤمن وہ ہے کہ کسی بھی انسان کو اس کی طرف سے نہ اپنی جان کا خطرہ ہو نہ مال کا !

اور میں بتاؤں مہاجر و مجاہد کون ہے ؟ مہاجر وہ ہے جو تمام برائیوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرنے میں اپنے نفس سے جہاد کرے !

اور دیکھو ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر ہر چیز حرام ہے اس کی جان حرام، اس کا مال حرام، اس کی آبرو حرام !

دیکھو غیبت کر کے مردہ بھائی کا گوشت مت کھاؤ (طبرانی و بزار)

اے لوگو سنو ! جہاد فی سبیل اللہ میں ایک شام ایک صبح چلنا بھی دنیا اور دنیا کی تمام دولتوں سے بڑھ کر ہے !

دیکھو میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں جس کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے بشرطیکہ اس کو مضبوطی سے سنبھالے رہو، وہ کیا ہے ؟ اللہ کی کتاب !

اے لوگو ! بتاؤ میں نے خدا کے احکام پہنچا دیے جب تم سے میری بابت سوال ہوگا تو کیا کہو گے ؟

سب نے جواب دیا ''گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پوری طرح پہنچا دیا امانت ادا کر دی، نصیحت میں کوئی کوتاہی نہیں کی'' ! !

اس پر آپ نے فرمایا خدایا گواہ رہ، خدایا گواہ رہ، خدایا گواہ رہ پھر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا

''جو یہاں ہیں وہ سب باتیں دوسروں تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں''

تکمیلِ دین کی بشارت :

فرائضِ نبوت ادا کر دیے گئے، مقاصدِ بعثت کامیاب ہوگئے اللہ کے دین کی عمارت جس کی تعمیر حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام نے شروع کی تھی اس کا آخری ردہ رکھا جاچکا، عمارت ہر لحاظ سے مکمل ہوگئی ! ! تو عرشِ رحمن سے اس کی سند صادر ہوئی

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [1]

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے پسند کرلیا دینِ اسلام'' ! !

مکہ معظّمہ سے واپسی

فرائض و واجبات حج سے (فراغت ہوگئی تو ۱۴ر ذی الحجہ کو آنحضرت ﷺ اور آپ کے پاکباز رفقاء مکہ سے واپس ہوئے، (صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

اعلامِ رخصت :

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴾ [2]

''جب آ پہنچے خدا کی مدد اور فتح اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے'' ! !

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو آنحضرت ﷺ کی رحلت کا اعلامیہ قرار دیا کیونکہ مقاصدِ بعثت پوری طرح مکمل ہوچکے ! !

---

[1] سورۃ المائدہ : ۳ [2] سورۃ النصر

(الف) تطہیر کعبہ، آخری مقصد تھا، مکہ معظّمہ فتح ہوا تو سب پہلے اس فرض کو انجام دیا گیا کہ خدائے واحد کے بیت کو جو سینکڑوں معبودانِ باطل کا بیت بنادیا گیا تھا، پھر سے "بیت اللّٰہ" بنادیا گیا، کھلی آنکھوں ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ﴾ کا مشاہدہ کرادیا گیا [۱]

(ب) سلسلہ دعوت جس کا دامن صلح حدیبیہ کے بعد سے وسیع ہونا شروع ہوا تھا یہاں تک کہ فتح کے بعد سارا عرب اس کا میدان بن گیا اور اقتدارِ قریش جو آخری رکاوٹ تھا اس کی دھجیاں بکھری ہوئی خود قبائل نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو وفود قبائل کی فوجیں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے لگیں، دین کا پودا جو تئیس برس پہلے لگایا تھا تن آور درخت بن گیا !

(ج) یہ مقاصد پورے ہوگئے تو وہ روحِ قدسی جوان ہی مقاصد کے لیے خاکدان ارضی میں نزول فرما تھی اور بے چین تھی کہ رفیق اعلیٰ کی رفاقت میسر آئے اب وقت آگیا کہ یہ بے چینی ختم ہو اور رفاقت دائمی میسر ہو !

(د) تسبیح وتحمید اس رفاقت کا رابطہ ہے، حکم ہوا کہ اسی رابطہ میں مشغول ہو جاؤ یہی ہے مفہوم سورت (واللّٰہ اعلم)

علالت، دورانِ علالت میں حدیثِ قرطاس، وصیتیں، خطابات و نیابت امامت، غسل، تجہیز، تکفین، تدفین، نماز جنازہ، مسئلہ جانشینی، خبر رحلت سے صحابہؓ کے تاثرات، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تسکین، وراثت انبیاء علیھم السلام، اس کے علاوہ سفرحج کی تفصیل، غدیر خم کی تقریر نیز وفود کی آمد، آمد وفود پر خطابات و مکالمے، قصہ فدک، افسانہ افک، مسئلہ متعہ، ازواج مطہراتؓ اور ان کا تعارف، واقعہ ایلا، جلیلہ متبنٰی سے نکاح، غلامی اور آزادی جیسے مسائل جلد ثانی میں ملاحظہ فرمائیں جس میں غزوات وسرایا کی تفصیل کے بعد ان مسائل پر بھی بحث ہوگی ان شاء اللّٰہ

شب چہارشنبہ ۲۱ر شوال ۱۳۸۹ھ/ ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۹ء

محمد میاں عفی عنہ و غفرلہٗ ولوالدیہ

(ماخوذاز سیرتِ مبارکہ "محمد رسول اللّٰہ" صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۸۶ تا ۵۹۸ ناشر کتابستان دہلی)

---

[۱] سورۃ بنی اسرائیل : ۸۱ حق آیا باطل جاتا رہا ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی خانہ کعبہ کے گرداگرد جو بڑے بڑے بت تھے یہ آیت پڑھتے ہوئے آپ چھڑی کی نوک بت پر مارتے تھے اور وہ بت زمین پر ڈھیر ہو جاتا تھا ! !

مقالاتِ حامدیہ

آپ سب سے افضل ، آپ کی امت بھی سب سے افضل

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ
عنوانات ، حاشیہ و نظرثانی بتغیرِ یسیر : حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار سرورِعالم محمد مصطفٰی ﷺ افضل الخلائق ہیں تمام انبیاءِ کرام علیھم الصلٰوۃ والسلام کے سردار ہیں، جس طرح آپ تمام انبیاء کے بڑے ہیں آپ کی امت بھی دوسری سب امتوں سے افضل ہے ! نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ عقل حکمت اور معرفت عطا کی گئی آپ کی امت کو بھی پچھلی تمام امتوں سے زیادہ اور بہت زیادہ صلاحیتیں عنایت فرمائی گئیں !

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل نبی ہیں لیکن ان کی قوم نے کیا قدر شناسی کی ؟ انہوں نے قومِ فرعون کے پنجہ سے نجات دلائی، خدا کی قدرت کی بہت سی نشانیاں دکھلائیں اس کے بعد بھی سب سے پہلا سبق جسے ''توحید'' کہتے ہیں انہوں نے یاد نہ رکھا ! وہ موسیٰ علیہ السلام سے شرمناک نادانی کے ساتھ درخواست کرتے ہیں ﴿اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ﴾[1] ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی معبود (بت) بنادیجیے جیسا ان (دوسری قوموں اور کافروں) کے (بہت سے) معبود ہیں ! حضرت موسیٰ علیہ السلام ترغیبِ جہاد دیتے ہیں اور وعدۂ حق سناتے ہیں کہ تم یقیناً کامیاب ہوجاؤ گے لیکن وہ جاہل قوم ان سے کہتی ہے کہ '' آپ اور آپ کا پروردگار جا کر لڑ لیجیے (جب آپ قبضہ کرلیں گے تو ہم بھی آجائیں گے، اتنی دیر) ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں'' ایسی بدبخت قوم کا کیا علاج ہوسکتا تھا ؟ سوائے اس کے کہ بددعا دیں ! ! !

[1] سورۃ الاعراف : ۱۳۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور بعد کے تمام انبیاء کو اسی طرح ستایا گیا پریشان کیا گیا انہیں مارا پیٹا گیا ان سے طرح طرح کے الٹے سیدھے سوالات کیے گئے چنانچہ ایسی حرکات کی پاداش میں بہت سی قوموں کا فیصلہ ان کے انبیاء کے سامنے ہی کر دیا گیا اور ایک عبرت ناک طریقہ پر انہیں برباد کر دیا گیا۔

جس طرح اس امت کے نبی خدا کو سب سے پیارے ہیں یہ امت مرحومہ بھی خدا کی پیاری امت ہے اس امت میں خدا نے شوقِ عبادت، اطاعت وفرمانبرداری، ادب، مروت، شجاعت وجانثاری کے جوہر رکھے

سسر کو بہو کی فکر :

حضرت عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا واقعہ ہے کہ نوجوانی کے عالم میں دن کو روزہ رکھتے تھے رات کو ساری رات عبادت کیا کرتے تھے ! اسی دور میں جبکہ عبادتِ خداوندی ان کی غذا اور لذتِ روح بنی ہوئی تھی ان کی شادی ہوئے بہت دن گزر گئے ایک روز حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ اپنی بہو سے پوچھوں کہ عبداللہ کا تمہارے ساتھ کیسا معاملہ ہے تم خوش بھی ہو یا نہیں ؟ انہوں نے پوچھا تو بہو نے شرما کر بتایا کہ وہ رات بھر عبادت میں رہتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں ! حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات گراں گزری ! ! دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور واقعہ نقل کیا ! آپ نے حضرت عبداللہ کو طلب فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کیا کرتے ہو ؟ فرمانے لگے دن کو روزہ سے رہتا ہوں رات کو قرآن پاک جتنا یاد ہے سب پڑھ لیتا ہوں ! ! (یعنی پورا قرآن جتنا اس وقت تک نازل ہو چکا ہوگا)

ہر چیز کا حق ہے :

ارشاد ہوا کہ (ایسا مت کیا کرو) دیکھو تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے انہیں آرام پہنچانا چاہیے تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے ! تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے ! روزہ اس طرح رکھا کرو کہ ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو ! رات کو تین حصوں میں تقسیم کرلو

ایک حصہ رات کا عبادت میں گزارا کرو، قرآن پاک سب ایک رات میں مت پڑھا کرو بلکہ چالیس رات میں ختم کیا کرو ! !

آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی حضرت عبداللہ ، نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے بارہا اصرار کرتے رہے کہ حضرت اجازت دیجیے کہ اس سے زیادہ قرآن پڑھ لیا کروں ! ان کے اصرار وطلب پر آپ علیہ السلام اجازت مرحمت فرماتے رہے یہاں تک کہ آخر میں حضرت نے تین دن میں ختم کرنے کی اجازت دے دی اس سے کم مدت میں ختم کرنے کی اجازت نہیں دی ! یہ آپ کی امت کے شوقِ عبادت اور اطاعت کی حالت تھی ! ذرا غور کر کے دیکھیے کہ ہمارے اور ان کے جذبات میں کس قدر بعد ہے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا [1]

تہذیب و ادب :

اسی طرح ادب اور تہذیب میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام امتوں پر فائق تھے، نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے سامنے کوئی حرکت نہ کرتے تھے اور اس طرح مؤدب بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، حضرت کی آواز سے زیادہ دوسرا کوئی آواز نہ اٹھا سکتا تھا ! اسی عشق ومحبت اور غایتِ ادب پر یہ واقعہ شاہد ہے کہ آپ کے جانثار صحابی حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو لوگوں کو ناواقفیت کی بنا پر یہ پہچاننے میں تکلف ہوا کہ محمد ﷺ کون ہیں ؟ تو آپ فوراً حضرت رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر خادمانہ حیثیت سے چادر تان کر کھڑے ہوگئے تاکہ خادم وہ خوش قسمت خادم جو سچے دل سے خود کو مٹا کر خدمت کرنی چاہتا تھا اپنے کو سب کی نظر میں خادم ثابت کر دے ! محبت بھی بہت سے آداب کی معلّمہ ہوتی ہے

---

[1] راستے کا فرق دیکھو کہاں سے کہاں تک ہے (یعنی دو چیزوں میں بہت فرق ہوتا ہے)

چلا جا کھیلتا موجِ شرابِ چشمِ میگوں سے
محبت خود سکھا دے گی تجھے آدابِ قربانی

آپ کے صحابہ کی شجاعت و جانثاری کا عالم یہ تھا کہ ایک خطرناک موقع پر وہ عرض کرتے ہیں
''ہم آپ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہا دیں گے
ہم ہرگز ایسے نہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی تھے'' !

غرض جس طرح تمام انبیاء میں نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام افضل تھے اسی طرح آپ کی امت بھی افضلُ الاُمَمْ ہے آپ کو خداوند کریم نے عجیب و غریب اخلاق کا مجسمہ بنا کر بھیجا اور خالقِ اکبر نے آپ کو پورے جہاں میں خطاب کر کے پکارا

﴿ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ [1] ''تم بہت بڑے اخلاق پر (پیدا کیے گئے) ہو'' !

آپ ارشاد فرماتے ہیں

بُعِثْتُ لِاُتِمَّ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ او کما قال [2] ''مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ عمدہ اخلاق مکمل کر دکھاؤں'' دوسری طرف (لوگوں کے لیے قرآنِ پاک میں) فرمان وارد ہوتا ہے

﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ [3] ''ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں''

بحوالہ خواتین کا ماہنامہ ''حور'' لاہور ج ۱۴ شمارہ ۱۱ نومبر ۱۹۵۳ء
مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ ج ۲۷ ش ۲ فروری ۲۰۱۹ء

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جا سکتے ہیں
http://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat

[1] سورۃ القلم : ٤ [2] السنن الکبرٰی للبیھقی رقم الحدیث ٢٠٧٨٢ [3] سورۃ الصف : ٢

محرم الحرام کی فضیلت

﴿ حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالکریم صاحب گمتھلوی ﴾

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب روزوں سے افضل رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم ہے (یعنی اس کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا رمضان کے سوا اور سب مہینوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے) (مسلم شریف)

☆ جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا اس لیے آپ نے ان سے فرمایا یہ کیا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو ؟ انہوں نے کہا یہ بڑا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اس کی قوم غرق ہوئی لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے اس کا روزہ بطورِ شکر کے رکھا تو ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے تم سے پھر حضور ﷺ نے اس کا روزہ رکھا اور (دوسروں کو بھی) اس کے روزہ کا حکم دیا ! (متفق علیہ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ کفارہ ہو جاتا ہے اس سال کا (یعنی اس سال کے چھوٹے گناہوں کا) جو اس سے پیشتر (گزر چکا) ہے !

☆ حدیث شریف میں ہے کہ جب رسولِ خدا ﷺ نے روزہ رکھا اور اس کے روزہ کا حکم دیا تو انہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یہ ایسا دن ہے جس کو یہود اور نصاریٰ معظم سمجھتے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کو (بھی) ضرور روزہ رکھوں گا !

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ رکھو تم عاشورہ کا اور مخالفت کرو اس میں یہود کی اور (وہ اس طرح کہ) روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے کا یا ایک دن بعد کا (غرض تنہا عاشورہ کا روزہ نہ رکھو، اس سے ایک دن پہلے کا یا بعد کا ملا لینا چاہیے)

☆حدیث میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان (کے روزے فرض ہونے) سے پیشتر (بطورِ فرضیت) رکھا جاتا تھا، پس جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا تو جس نے چاہا (عاشورا کا روزہ) رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا ! (جمع الفوائد)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے اہل وعیال پر خرچ میں عاشورہ کے دن فراخی کی اللہ تعالیٰ اس پر (رزق میں) تمام سال فراخی کرے گا !

پس یہ دو باتیں تو کرنے کی ہیں: ایک روزہ رکھنا کہ وہ مستحب ہے، دوسرے مصارف میں کچھ فراخی کرنا (اپنی حیثیت کے موافق) اور یہ مباح ہے ! اس کے علاوہ اور سب باتیں جو اس دن میں کی جاتی ہیں خرافات ہیں، لوگ اس دن میلہ لگاتے ہیں اور حضرات اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا ماتم کرتے ہیں اور مرثیہ پڑھتے ہیں اور روتے چلاتے بھی ہیں اور بعض لوگ تو تعزیہ اور علَم وغیرہ بھی نکالتے ہیں اور ان کے ساتھ شرک و کفر کا معاملہ کرتے ہیں، یہ سب باتیں واجب الترک ہیں، شریعت میں اس ماتم وغیرہ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ ان سب امور کی سخت ممانعت آئی ہے ! ! !

تنبیہ :

بعض لوگ اس روز مسجد وغیرہ میں جمع ہو کر ذکرِ شہادت وغیرہ سناتے ہیں، اس میں ثقہ لوگ بھی غلطی سے شریک ہوجاتے ہیں اور بعض اہلِ علم بھی اس کو جائز سمجھنے کی عظیم غلطی میں مبتلا ہیں، درحقیقت یہ بھی ماتم ہے گو مہذب طریقہ سے ہے کہ سینہ وغیرہ وحشی لوگوں کی طرح نہیں کوٹتے لیکن حقیقت ماتم کی یہاں بھی موجود ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

عصمتِ انبیاءؑ و حرمتِ صحابہؓ

﴿ محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف صاحب بنوریؒ ﴾

یہ حقیقت مسلم اور ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ نبوت ورسالت وہ اعلیٰ ترین منصب ہے جو حق تعالیٰ ذکرہٗ کی طرف سے مخصوص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے ! تمام کائنات میں انسان اشرف المخلوقات ہے اور نبوت انسانیت کی آخری معراجِ کمال، انسانیت کے بقیہ تمام مراتب وکمالات اس سے پست اور فروتر ہیں، انسانی فکر کی کوئی بلندی نبوت کی حدوں کو نہیں چھوسکتی، نہ انسانیت کا کوئی شرف وکمال اس کی گردِ راہ کو پہنچ سکتا ہے، اس سے اوپر بس ایک ہی مرتبہ ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت کا مرتبہ ! ! منصبِ نبوت عقولِ انسانی سے بالاتر ہے، اس کی پوری حقیقت صرف وہی جانتا ہے جس نے یہ منصب عطا فرمایا، یا پھر ان مقدس ہستیوں کو معلوم ہوسکتی ہے جن کو اس منصبِ رفیع سے سرفراز کیا گیا، ان کے علاوہ تمام لوگوں کا علم وفہم سرِّ نبوت کی دریافت سے عاجز اور عقل اس کی ٹھیک ٹھیک حقیقت وکنہ کے ادراک سے قاصر ہے ! جس طرح ایک جاہل علم کی حقیقت سے بے خبر ہے، اسی طرح غیر نبی نبوت کی حقیقت سے ناآشنا ہے ! اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ رسالت ونبوت کا منصبِ رفیع تو درکنار معمولی ہنر وفن کا بھی یہی حال ہے، کسی فن کی صحیح حقیقت تک رسائی اسی صاحبِ کمال کے لیے ممکن ہے جسے وہ فن حاصل ہو اور اسی حد تک ممکن ہے جس حد تک اسے فنی رسوخ وکمال حاصل ہو ! ہمارے حضرت استاذ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ

''نبوت تو کیا اجتہاد کی حقیقت کے ادراک سے بھی ہم قاصر ہیں''

یعنی ''اجتہاد'' کے بارے میں جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ محض اس کی ظاہری سطح ہے اور جتنی معلومات ہمیں حاصل ہیں وہ صرف سطحی معلومات ہیں (اسے منطقی اصطلاح میں علم بالوجہ کہتے ہیں) ورنہ اجتہاد کی حقیقت کا صحیح ادراک صرف مجتہد کو ہوسکتا ہے جسے یہ ملکہ حاصل ہو ! اسی طرح نبوت کا علم بھی

عام انسانوں کو محض آثار ولوازم کے اعتبار سے ہے، نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے بارے میں ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ

نبوت کے لیے حق تعالیٰ جل ذکرہٗ ایک ایسی برگزیدہ اور معصوم شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو اپنے ظاہر و باطن، قلب وقالب، روح وجسد ہر اعتبار سے عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے، وہ ایسا پاک طینت اور سعید الفطرت پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کی تمام خواہشات رضا ومشیتِ الٰہی کے تابع ہوتی ہیں ! ردائے عصمت اس کے زیب تن ہوتی ہے، حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر دم اس کی نگرانی کرتی ہے، اس کی ہر حرکت وسکون پر حفاظتِ خداوندی کا پہرہ بٹھادیا جاتا ہے اور وہ نفس وشیطان کے تسلط واستیلاء سے بالاتر ہوتا ہے، ایسی شخصیت سے گناہ ومعصیت اور نافرمانی کا صدور ناممکن اور منطقی اصطلاح میں محال وممتنع ہے، اسی کا نام عصمت ہے [1] اور ایسی ہستی کو معصوم کہا جاتا ہے، عصمت لازمۂ نبوت ہے، جس طرح یہ تصور کبھی نہیں کیا جاسکتا کہ کسی لمحہ نبوت نبی سے الگ ہوجائے، اسی طرح اس بات کا وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ عصمت نبوت اور نبی سے ایک آن کے لیے بھی جدا ہوسکتی ہے مَعَاذَ اللّٰہ

حضراتِ علماء نے تحقیق فرمائی ہے کہ ایک ہے معصوم اور ایک ہے محفوظ، معصوم وہ ہے جس سے گناہ ومعصیت کا صدور محال ہو ! اور محفوظ وہ ہے جس سے صدورِ معصیت محال تو نہ ہو لیکن کوئی معصیت صادر نہ ہو یا آسان اور سادہ لفظوں میں یوں تعبیر کریں گے کہ معصوم وہ ہے جو گناہ کر ہی نہیں سکتا اور محفوظ کے معنٰی یہ ہیں کہ گناہ کر تو سکتا ہے لیکن کرتا نہیں ! اس لیے کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء کرام رحمھم اللّٰہ محفوظ ہیں ! !

---

[1] اس کے یہ معنٰی نہیں کہ انبیاءِ کرام علیہم الصلٰوۃ السلام سے قدرت سلب کرلی جاتی ہے بلکہ عصمت کا مدار ان ہی دو چیزوں پر ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا یعنی اوّل تو ان کی فطرت اتنی پاکیزہ اور مصفی مزکی ہوتی ہے کہ وہ گناہ ومعصیت کا تصور بھی نہیں کرسکتے اور گناہ کا تصور فطرۃً ان کے لیے ناقابل برداشت ہے
دوم یہ کہ حفاظت الٰہی کی نگرانی ایک لمحہ کے لیے ان سے جدا نہیں ہوتی، ظاہر ہے کہ ان دو باتوں کے ہوتے ہوئے صدورِ معصیت کا امکان نہیں رہتا۔ (مدیر)

الغرض نبوت ورسالت کے عظیم ترین منصب کے لیے حق تعالیٰ اسی شخصیت کو بحیثیت نبی ورسول کے منتخب کرتا ہے جو حسب ونسب، اخلاق واعمال، عقل وبصیرت، عزم وہمت اور تمام کمالات میں اپنے دور کی فائق ترین شخصیت ہو ! نبی تمام جسمانی وروحانی کمالات میں یکتائے زمانہ ہوتا ہے اور کسی غیر نبی کو کسی معتدبہ کمال میں اس پر فوقیت نہیں ہوتی۔ قرآنی وشرعی الفاظ میں اس شخصیت کا انتخاب ، اجتبا اور اختیار خود حق تعالیٰ فرماتا ہے، کون نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کا علم کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو محیط ہے اس کے لیے ظاہر وباطن اور سر وجہر سب عیاں ہے، ماضی ومستقبل اور حال کے تمام حالات بیک وقت اس کے علم میں ہیں، اس میں نہ غلطی کا امکان، نہ جہل کا تصور ! قرآن کریم کی بے شمار آیات میں یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴾ (سورة النساء : ۳۲) ''اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے''

﴿ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ﴾ (سورة یونس : ۶۱)

''اور غائب نہیں تیرے رب سے کوئی ذرّہ بھر چیز بھی، نہ زمین میں نہ آسمان میں''

﴿ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ ﴾ (سورة الانعام : ۳) ''وہ جانتا ہے تمہارے پوشیدہ کو اور ظاہر کو''

ظاہر ہے کہ جب حق تعالیٰ کا علمِ محیط نبوت ورسالت کے لیے کسی شخصیت کو منتخب کرے گا تو اس میں کسی نقص کے احتمال کی گنجائش نہیں رہ جاتی، اس منصب کے لیے جس مقدس ہستی پر حق تعالیٰ کی نظر انتخاب پڑے گی اور جسے تمام انسانوں سے چھانٹ کر اس عہدہ کے لیے چنا جائے گا، وہ اپنے دور کی کامل ترین، جامع ترین، اعلیٰ ترین اور موزوں ترین شخصیت ہوگی البتہ خود انبیاء ورسل کے درمیان کمالات ودرجات میں تفاوت اور فرقِ مراتب اور بات ہے ! !

نیز یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ نبوت ورسالت محض عطیہ الٰہی ہے، کسب واکتساب سے اس کا تعلق نہیں کہ محنت ومجاہدہ اور ریاضت ومشقت سے حاصل ہو جائے ! دنیا کا ہر کمال محنت ومجاہدہ سے حاصل ہوسکتا ہے لیکن نبوت ورسالت حق تعالیٰ کا اجتبائی عطیہ ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس منصب کے لیے چن لیتا ہے قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ تصریحات موجود ہیں

﴿ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ﴾ (سورة الحج : ۷۵)

'' اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے پیغامبر اور انسانوں سے''

﴿ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ﴾ (سورة الانعام : ۱۲۴)

''اللہ کو خوب علم ہے جہاں رکھتا ہے وہ اپنے پیغامات''

ان حقائقِ شرعیہ کو سمجھ لینے کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی نبی و رسول فرائضِ نبوت میں کوتاہی بھی کر سکتا ہے، کجا کہ کسی نبی نے مَعَاذَ اللّٰہ اپنے فرائضِ منصبی میں کوتاہیاں کی ہوں، اس لیے یہ کہنا کہ ''فلاں نبی سے فریضہ رُسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی تھیں، نبی ادائے رسالت میں کوتاہی کر گیا یا یہ کہ ''فلاں نبی بغیر اُذنِ الٰہی کے اپنی ڈیوٹی سے ہٹ گیا'' انتہائی کوتاہی کی بات ہے اور وہ اپنے اندر بڑے سنگین مضمرات رکھتی ہے۔ اسی طرح کسی مشکل مقام کی تہ کو نہ پہنچنے کی بنا پر یہ اٹکل پچو کلیہ گھڑ لینا کہ عام انسانوں کی طرح نبی بھی مومن کے بلند ترین معیارِ کمال پر ہر وقت قائم نہیں رہ سکتا، وہ بھی بسا اوقات تھوڑی دیر کے لیے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے اور جب اللہ کی طرف سے اسے متنبہ کیا جاتا ہے کہ یہ عمل محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو نبی فوراً اسلامی طرزِ فکر کی طرف پلٹ آتا ہے'' نہایت خطرناک بات اور مقامِ نبوت سے ناشناسائی کی عبرت ناک مثال ہے

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اسی طرح یہ کہنا کہ ''نبی اور رسول پر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے اور آنا چاہیے جبکہ اس سے عصمت کا پردہ اٹھالیا جاتا ہے اور اس سے ایک دو گناہ کرائے جاتے ہیں تاکہ اس کی بشریت ظاہر ہو'' یہ ایک ایسا خطرناک قسم کا غلط فلسفہ (سوفسطائیت) ہے جس سے تمام شرائعِ الٰہیہ اور ادیانِ سماویہ کی بنیادیں ہل جاتی ہیں

نبوت سے عصمت کے جدا ہو جانے کے معنٰی یہ ہوئے کہ عین اس وقت نبی کی حیثیت ایک ایسی شخصیت کی نہیں ہوتی جو امت کے لیے اسوہ اور نمونہ ہو، اور جسے امین و مامون قرار دیا گیا ہو، اس وقت اس کی حیثیت ایک عام انسان کی سی ہوگی یا زیادہ واضح الفاظ میں یہ کہیے کہ عین اس حالت میں جبکہ نبی سے عصمت اٹھالی جاتی ہے، وہ نبوت اور لوازمِ نبوت سے موصوف نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ

اگر یہ غلط منطق تسلیم کر لی جائے تو سارا دین ختم ہو جاتا ہے، نبی اور رسول کی ہر بات مَعَاذَ اللّٰہ مشکوک ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی قول وعمل اور تلقین وتعلیم قابلِ اعتماد نہیں رہتی، کیونکہ ہر لمحہ یہ احتمال رہے گا کہ شاید یہ ارتفاعِ عصمت اور انخلاع عن النبوت کا وقت ہو ! بظاہر یہ بات جو بڑے حسین وجمیل فلسفہ کی شکل میں پیش کی گئی ہے، غور کیجیے تو یہ اس قدر غیر معقول اور ناقابلِ برداشت ہے کہ کوئی معقول آدمی جو شریعتِ الٰہی کو سمجھتا ہو، اس کی جرأت تو کجا اس کا تصور تک نہیں کر سکتا ! ! جن لوگوں کی زبان وقلم سے یہ بات نکلی ہے اور افسوس ہے کہ بڑے اصرار وتکرار سے مسلسل نکلتی جا رہی ہے ان کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ انہیں نہ علم کی حقیقت تک رسائی ہوئی ہے، نہ نبوت کے تقاضوں کو انہوں نے صحیح سمجھا ہے ! !

اور یہ بات بھی کسی علم ودانش کا پتہ نہیں دیتی کہ جب تک ہم انبیاء کرام علیھم السلام کو عام انسانوں کی طرح دو چار گناہوں میں مبتلا نہ دیکھ لیں، اس وقت تک ہمیں ان کی بشریت کا یقین ہی نہیں آئے گا ! کون نہیں جانتا کہ انبیاء کرام علیھم السلام کھاتے ہیں، پیتے ہیں، انہیں صحت ومرض جیسے بیسیوں انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں، وہ انسانوں سے پیدا ہوتے ہیں اور ان سے انسانی نسل چلتی ہے، علاوہ ازیں وہ بار بار اپنی بشریت کا اعلان فرماتے ہیں، کیا ان تمام چیزوں کے بعد بھی اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ جب تک ان سے عصمت نہیں اٹھا لی جاتی اور دو ایک گناہ نہیں ہونے دیے جاتے، تب تک ان کی بشریت مشتبہ رہے گی ؟ اور ہمیں ان کی بشریت کا یقین نہیں آئے گا ؟

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بھول چوک اور خطا ونسیان تو خاصہ بشریت ہے مگر گناہ ومعصیت مقتضائے بشریت نہیں بلکہ خاصہ شیطانیت ہے ! انسان سے گناہ ہوتا ہے تو محض تقاضائے بشریت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ شیطان کے تسلط واغوا سے ہوتا ہے، اس لیے گناہوں کے ارتکاب سے انبیاء کرام علیھم السلام کی بشریت ثابت نہیں ہوگی بلکہ اور ہی کچھ ثابت ہوگا اور جو لوگ بھول چوک اور معصیت کے درمیان فرق نہیں کر سکتے، انہیں آخر کس نے کہا ہے کہ وہ ان نازک علمی مباحث میں اُلجھ کر ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا ''خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا'' کا مصداق بنیں !

بہر حال یہ عصمت اور کمالاتِ نبوت تو ہر نبی کے لیے لازم وضروری ہیں

اب غور فرمائیے کہ جس مقدس ترین شخصیت کو تمام انبیاء و رسل کی سیادت و امامت کے مقام پر کھڑا کیا گیا ہو جسے ختم نبوت و رسالتِ کبریٰ کا تاج پہنایا گیا ہو اور جسے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے اعلیٰ ترین منصب سے سرفراز کیا گیا ہو بآبائنا و امهاتنا صلی اللّٰه علیه وسلم کائنات کی اس بلند ترین ہستی کے شرف وکمال، طہارت و نزاہت، حرمت و عظمت، عفت و عصمت اور رسالت و نبوت کا مقام کون معلوم کر سکتا ہے ؟ اگر ایسی فوق الادراک ہستی کے بارے میں بھی کوئی ایسا کلمہ کہا جائے کہ کسی وقت غیر معصومیت ان پر بھی آ سکتی ہے تو کیا اس عظیم ترین جرم کی انتہا معلوم ہو سکتی ہے ؟

حضرت رسول اللہ ﷺ جب خاتم النبیین ہوئے اور منصبِ رسالت و نبوت کی سیادتِ کبریٰ سے مشرف ہوئے اور آپ کی شریعت کو آخری شریعت اور قیامت تک آنے والی تمام قوموں اور نسلوں کے لیے آخری قانون بنایا گیا تو اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت تھی

ایک یہ کہ یہ آسمانی قانون قیامت تک جوں کا توں محفوظ رہے، ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے اس کی حفاظت کی جائے الفاظ کی بھی اور معانی کی بھی ! کیونکہ اگر الفاظ کی حفاظت ہو اور معانی کی حفاظت نہ ہو تو یہ حفاظت بالکل بے معنیٰ ہے !

دوم یہ کہ جس طرح علمی حفاظت ہو اسی طرح عملی حفاظت بھی ہو !

اسلام محض چند اصول و نظریات اور علوم و افکار کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ اپنے جلو میں ایک نظامِ عمل لے کر چلتا ہے، وہ جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اصول وقواعد پیش کرتا ہے وہاں ایک ایک جزئیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے اس لیے یہ ضروری تھا کہ شریعتِ محمدیہ علٰی صاحبها الف الف صلٰوة وسلام کی علمی و عملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے ! اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعتِ مطہرہ کے علم و عمل کی حامل و امین ہو۔ حق تعالیٰ نے دینِ محمدی کی دونوں طرح حفاظت فرمائی، علمی بھی اور عملی بھی ! !

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی جماعت سرِ فہرست ہے ان حضرات نے براہِ راست صاحبِ وحی سے دین کو سمجھا دین پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من وعن پہنچایا، انہوں نے آپ کے زیرِ تربیت رہ کر اخلاق و اعمال کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا سیرت وکردار کی پاکیزگی حاصل کی۔ تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہوکر عقائد حقہ اختیار کیے رضائے الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا، ان کے کسی طرزِ عمل میں ذرا خامی نظر آئی تو فوراً حق جل مجدہٗ نے اس کی اصلاح فرمائی !

الغرض حضراتِ صحابہ کرامؓ کی جماعت اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جن کی تعلیم وتربیت اور تصفیہ وتزکیہ کے لیے سرورِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو معلم ومربی ومزکی اور استاد واتالیق مقرر کیا گیا اس انعام خداوندی پر وہ جتنا شکر کریں کم ہے، جتنا فخر کریں بجا ہے

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [1]

''بخدا بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر کہ بھیجا ان میں ایک عظیم الشان رسول، ان ہی میں سے وہ پڑھتا ہے ان کے سامنے اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور گہری دانائی، بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے''

آنحضرت ﷺ کی علمی وعملی میراث اور آسمانی امانت چونکہ ان حضرات کے سپرد کی جارہی تھی اس لیے ضروری تھا کہ یہ حضرات آئندہ نسلوں کے لیے قابل اعتماد ہوں چنانچہ قرآن وحدیث میں جابجا ان کے فضائل ومناقب بیان کیے گئے چنانچہ

(الف) وحیِ خداوندی نے ان کی تعدیل فرمائی، ان کا تزکیہ کیا، ان کے اخلاص وللّٰہیت پر شہادت دی اور انہیں یہ رتبہ بلند ملا کہ ان کو رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام کے عادل گواہوں کی حیثیت سے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا

---

[1] سورہ آلِ عمران : ١٦٤

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ﴾ [1]

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو ایماندار آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں شفیق ہیں ، تم ان کو دیکھو گے رکوع ، سجدے میں ، وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ، ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدے کا نشان ہے''

گویا یہاں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ''اللہ کے رسول ہیں'' ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضراتِ صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک و شبہ ہو اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں وہ خود صدق وراستی کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے ع

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

(ب) حضراتِ صحابہؓ کے ایمان کو ''معیارِ حق'' قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں پر نفاق و سفاہت کی دائمی مہر ثبت کر دی گئی

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [2]

''اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے تم بھی ایسا ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں تو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ان بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں ؟ سن رکھو یہ خود ہی بیوقوف ہیں مگر نہیں جانتے''

(ج) حضراتِ صحابہ کرام کو بار بار ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ (اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی بشارت دی گئی اور امت کے سامنے یہ اس شدت و کثرت سے دہرایا گیا کہ

---

[1] سورۃ الفتح : ۲۹ [2] سورۃ البقرہ : ۱۳

صحابہ کرام کا یہ لقب امت کا تکیہ کلام بن گیا، کسی نبی کا اسم گرامی آپ ''علیہ السلام'' کے بغیر نہیں لے سکتے اور کسی صحابیٔ رسول کا نام نامی ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ'' کے بغیر مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتا، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر راضی نہیں ہوا، نہ صرف ان کے موجودہ کارناموں کو دیکھ کر بلکہ ان کے ظاہر و باطن اور حال و مستقبل کو دیکھ کر راضی ہوا ہے، یہ گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ آخر دم تک ان سے رضائے الٰہی کے خلاف کچھ صادر نہیں ہوگا ۲ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس سے خدا راضی ہوجائے خدا کے بندوں کو بھی اس سے راضی ہوجانا چاہیے کسی اور کے بارے میں تو ظن و تخمین ہی سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں ؟ مگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو نصِ صریح موجود ہے، اس کے باوجود اگر کوئی ان سے راضی نہیں ہوتا تو گویا اسے اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے اور پھر صرف اتنی بات کو کافی نہیں سمجھا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا'' بلکہ اسی کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ ان حضرات کی عزت افزائی کی انتہا ہے (اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو مقدم کیا اور صحابہ کی رضا کو موخر کیا ہے صرف صحابہ کی رضا سے اللہ تعالیٰ کی رضا تو لازم نہیں آتی اس لیے اپنی رضا کو بھی ساتھ ذکر کیا)

(د) حضراتِ صحابہ کرامؓ کے مسلک کو ''معیاری راستہ'' قرار دیتے ہوئے اس کی مخالفت کو براہِ راست رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا گیا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو عید سنائی گئی

﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (سورۃ النساء : ۱۱۵)

''اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ (ﷺ) کی جبکہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر ، ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے''

آیت میں '' اَلْمُؤْمِنِیْن '' کا اوّلین مصداق اصحاب النبی ﷺ کی مقدس جماعت ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباعِ نبوی کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار اور ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی میں منحصر ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے جبکہ صحابہؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کیا جائے

(ہ) اور سب سے آخری بات یہ کہ انہیں آنحضرت ﷺ کے سایۂ عاطفت میں آخرت کی ہر عزت سے سرفراز کرنے اور ہر ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کا اعلان فرمایا گیا

﴿ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ ﴾ (سورۃ التحریم : ۸)

''جس دن رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مومن ہوئے آپ کے ساتھ، ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے''

اس قسم کی بیسیوں نہیں سینکڑوں آیات میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب مختلف عنوانات سے بیان فرمائے گئے ہیں اور اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے سلسلۂ سند کی یہ پہلی کڑی اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے صحبت یافتہ حضرات کی جماعت معاذ اللہ ناقابلِ اعتماد ثابت ہو، ان کے اخلاق و اعمال میں خرابی نکالی جائے اور ان کے بارے میں یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ دین کی علمی و عملی تدبیر نہیں کر سکے تو دین اسلام کا سارا ڈھانچہ ہل جاتا ہے اور ......خاکم بدہن ......رسالتِ محمدیہ مجروح ہو جاتی ہے۔

دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اگر کسی خبر کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح و قدح کا نشانہ بناؤ ! ان کی سیرت و کردار کو ملوث کرو اور ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک ثابت کرو، صحابہ کرامؓ چونکہ دینِ محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں اس لیے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا تو ان کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرامؓ تھے چنانچہ فرقِ باطلہ اپنے نظریاتی اختلاف کے باوجود جماعتِ صحابہ کو ہدفِ تنقید بنانے میں متفق نظر آتے ہیں، ان کی سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی، ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں، ان پر مال و جاہ کی حرص میں احکامِ خداوندی سے پہلو تہی کرنے کے الزامات دھرے گئے، ان پر خیانت، غصب اور کینہ پروری و اقرباء نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں اور غلو و انتہا پسندی کی حد ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں کے ایمان کو حق تعالیٰ نے ''معیار'' قرار دے کر ان جیسا

ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی تھی ﴿ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ ﴾ [1] ان ہی کے ایمان و کفر کا مسئلہ زیرِ بحث لایا گیا اور تکفیر و تفسیق تک نوبت پہنچا دی گئی ! جن جانبازوں نے دینِ اسلام کو اپنے خون سے سیراب کیا تھا ان ہی کے بارے میں چیخ چیخ کر کہا جانے لگا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہے تھے جن مردانِ خدا کے صدق و امانت کی خدا تعالیٰ نے گواہی دی تھی

﴿ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴾ [2]

''یہ وہ ''مرد'' ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا بعض نے تو جانِ عزیز تک اسی راستہ میں دے دی اور بعض (بے چینی سے) اس کے منتظر ہیں اور ان کے عزم و استقلال میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی''

ان ہی کے حق میں بتایا جانے لگا کہ نہ وہ صدق و امانت سے موصوف تھے، نہ اخلاص و ایمان کی دولت انہیں نصیب تھی، جن مخلصوں نے اپنے بیوی بچوں کو اپنے گھر بار کو، اپنے عزیز و اقارب کو اپنے دوست احباب کو، اپنی ہر لذت و آسائش کو، اپنے جذبات و خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے رسول ﷺ پر قربان کر دیا تھا ان ہی کو یہ طعنہ دیا گیا کہ وہ محض حرص و ہوا کے غلام تھے اور اپنے مفاد کے مقابلے میں خدا اور رسول کے احکام کی انہیں کوئی پروا نہیں تھی ﴿ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴾ [3]

ظاہر ہے کہ اگر امت کا معدہ ان بیہودہ نظریات کی مردہ مکھی کو قبول کر لیتا اور ایک بار بھی صحابہ کرامؓ امت کی عدالت میں مجروح قرار پاتے تو دین کی پوری عمارت گر جاتی ! قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ سے امان اٹھ جاتا اور یہ دین جو قیامت تک رہنے کے لیے آیا تھا ایک قدم آگے نہ چل سکتا مگر یہ سارے فتنے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے علمِ الٰہی سے اوجھل نہیں تھے اس کا اعلان تھا

﴿ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [4]

''اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ناگوار ہو''

---

[1] سورۃ البقرہ : ۱۳ [2] سورۃ الاحزاب : ۲۳ [3] سورۃ مریم : ۸۹ [4] سورۃ الصف : ۸

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بار بار مختلف پہلوؤں سے صحابہ کرامؓ کا تزکیہ فرمایا ان کی توثیق و تعدیل فرمائی اور قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرمادیا

﴿ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ﴾ (سورۃ المجادلۃ : ۲۲)

''یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے لکھ دیا ان کے دل میں ایمان اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے''

ادھر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے بے شمار فضائل بیان فرمائے بالخصوص خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان ذی النورین، حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کی تو انتہا کردی جس کثرت و شدت اور تواتر و تسلسل کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب ان کے مزایا و خصوصیات اور ان کے اندرونی اوصاف و کمالات کو بیان فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ انہیں عام افرادِ امت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے، ان حضرات کا تعلق چونکہ براہِ راست آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ہے اس لیے ان کی محبت عین محبتِ رسول ہے اور ان کے حق میں ادنیٰ لب کشائی ناقابلِ معافی جرم فرمایا

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ[1]

'' اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں (مکرر کہتا ہوں) اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں، ان کو میرے بعد ہدفِ تنقید نہ بنانا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنا پر، اور جس نے ان سے بدظنی کی تو مجھ سے بدظنی کی بنا پر، جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے''

---

[1] سنن ترمذی ابواب المناقب فیمن سبّ اصحاب النبی ﷺ رقم الحدیث ۳۸۸۹

امت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا کہ تم میں سے اعلیٰ فرد کی بڑی سے بڑی نیکی ادنیٰ صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لیے ان پر زبانِ تشنیع دراز کرنے کا حق امت کے کسی فرد کو حاصل نہیں، ارشاد ہے

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ [1]

''میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو (کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا کہ پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہوسکتا ہے چنانچہ) تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشرِ عشیر کو''

مقامِ صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ امت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں ، فرمایا

اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ [2]

''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے اور انہیں ہدفِ تقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ اور ناقدینِ صحابہ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت (ظاہر ہے کہ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہوگا) ''

یہاں تمام احادیث کا استیعاب مقصود نہیں بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان قرآنی و نبوی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضراتِ صحابہ کرامؓ میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرزِ عمل قرآنِ کریم کے نصوصِ قطعیہ اور ارشاداتِ نبوت کے انکار کے مترادف ہے یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر جو فرائض بحیثیتِ نبوت کے عائد کیے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیۂ نفوس کا تھا گویا حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنے فرائضِ منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہے اور تزکیہ نہ کر سکے اور یہ قرآنِ کریم کی صریح تکذیب ہے ! !

---

[1] بخاری و مسلم [2] سنن ترمذی ابواب المناقب فیمن سبّ اصحاب النبی ﷺ رقم الحدیث ۳۸۹۳

حق تعالیٰ تو ان کے تزکیہ کی تعریف فرمائے اور ہم انہیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں اور جب نبی کریم ﷺ ان کے تزکیہ سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا اِنَّ لِلّٰہ ، بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ تعالیٰ کا علم غلط ہوا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْغَوَایَۃِ وَالسَّفَاھَۃِ

چنانچہ اہلِ ہوا کی بڑی جماعت کا دعویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ''بدا'' ہوتا ہے، یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہیں تھیں بعد میں معلوم ہوتی ہیں اور اس کا پہلا علم غلط ہوجاتا ہے جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور ہو، رسول اور نبی اور ان کے بعد صحابہ کرامؓ کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا ؟ !

الغرض صحابہ کرامؓ پر تنقید کرنے، ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں موردِ الزام بنانے کا قصہ صرف ان ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ خدا اور رسول، کتاب وسنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہوجاتی ہے بعید نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہو

مَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ وَمَنْ آذی اللّٰہَ یُوْشِکُ اَن یَّأْخُذَہٗ

''جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے''

اور یہی وجہ ہے کہ تمام فرقِ باطلہ کے مقابلے میں اہلِ حق کا امتیازی نشان صحابہ کرامؓ کی عظمت ومحبت رہا ہے۔ تمام اہلِ حق نے اپنے عقائد میں اس بات کو اجماعی طور پر شامل کیا ہے

وَنَکُفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ

''اور ہم صحابہؓ کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح کرنے سے زبان بند رکھیں گے''

گویا اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان امتیاز کا معیار صحابہ کرامؓ کا ''ذکر بالخیر'' ہے جو شخص ان حضرات کی غلطیاں چھانٹتا ہو، ان کو موردِ الزام قرار دیتا ہو اور ان پر سنگین اتہامات کی فردِ جرم عائد کرتا ہو وہ اہلِ حق میں شامل نہیں ہے ! ! !

جو حضرات اپنے خیال میں بڑی نیک نیتی، اخلاص اور بقول ان کے وقت کے اہم ترین تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قبائح صحابہ کو ایک مرتب فلسفے کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور اسے ''تحقیق'' کا نام دیتے ہیں، انہیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تسویدِ اوراق کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ جدید نسل کو دین کے نام پر دین سے بیزار کر دیا جائے اور ہر ایرے غیرے کو صحابہ کرامؓ پر تنقید کی کھلی چھٹی دے دی جائے جنہیں نہ علم نہ عقل نہ فہم نہ فراست ! ! ! اور یہ نرا اندیشہ ہی اندیشہ نہیں بلکہ کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ ہونے لگا ہے الامان والحفیظ

کہا جاتا ہے کہ

''ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ تاریخ کی کتابوں میں یہ سارا مواد موجود تھا ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم نے اسے جمع کر دیا ہے''

افسوس ہے کہ یہ عذر پیش کرتے ہوئے بہت سی اصولی اور بنیادی باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ورنہ بادنیٰ تامل واضح ہو جاتا کہ صرف اتنا عذر طعنِ صحابہ کی وعید سے بچنے کے لیے کافی نہیں اور نہ وہ اتنی بات کہہ کر بری الذمہ ہو سکتے ہیں !

(اولاً) قرآنِ کریم کے نصوصِ قطعیہ، احادیثِ ثابتہ اور اہلِ حق کا اجماع، صحابہ کی عیب چینی کی ممانعت پر متفق ہیں، ان قطعیات کے مقابلے میں تاریخی قصہ کہانیوں کا سرے سے کوئی وزن ہی نہیں۔ تاریخ کا موضوع ہی ایسا ہے کہ اس میں تمام رطب و یابس اور صحیح و سقیم چیزیں جمع کی جاتی ہیں، صحت کا جو معیار ''حدیث'' میں قائم رکھا گیا ہے تاریخ میں وہ معیار نہ قائم رہ سکتا تھا نہ اسے قائم رکھنے کی کوشش کی گئی اس لیے حضراتِ محدثین نے ان کی صحت کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا ہے حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں

ولیعلم الطالب ان السیرا یجمع ماصح وما قد نکرا یعنی ''علم'' تاریخ و سیر صحیح کر لیتا ہے

اب جو شخص کسی خاص مدعا کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی مواد کو کھنگال کر تاریخی روایات سے استدلال کرنا چاہتا ہے اسے عقل و شرع کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف یہ دیکھ لینا کافی نہیں ہے کہ یہ روایت فلاں فلاں تاریخ میں لکھی ہے بلکہ جس طرح وہ سوچتا ہے کہ یہ روایت اس کے

مقصد و مدعا کے لیے مفید ہے یا نہیں ؟ اسی طرح سے اس پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ کیا یہ روایت شریعت یا عقل سے متصادم تو نہیں ؟ اس اصول کی وضاحت کے لیے یہاں صرف ایک مثال کا پیش کرنا کافی ہوگا

آپ خلیفۂ راشد اسے کہتے ہیں جو ٹھیک ٹھیک منہاجِ نبوت پر قائم ہو اور اس کا کوئی عمل اور کوئی فیصلہ منہاجِ نبوت کے اعلیٰ معیار سے ہٹا ہوا نہ ہو ! اب آپ ایک صحابیؓ کو خلیفہ راشد تسلیم کرتے ہوئے اس پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ انہوں نے بلا کسی استحقاق کے مالِ غنیمت کا پورا خُمس (۵ لاکھ دینار) اپنے فلاں رشتہ دار کو بخش دیا تھا ! !

سوال یہ ہے کہ ''خلافتِ راشدہ'' اور ''منہاجِ نبوت'' یہی ہے جس کی تصویر اس افسانے میں دکھائی گئی ہے ؟ اور آج کے ماحول میں اس روایت کو من وعن تسلیم کرنے سے کہ یہ ذہن نہیں بنے گا کہ خلافتِ راشدہ کا معیار بھی آج کے جائر حکمرانوں سے کچھ زیادہ بلند نہیں ہوگا جو اپنے رشتہ داروں کو روٹ پرمٹ اور امپورٹ لائسنس مرحمت فرماتے ہیں ؟ اسی پر ان دوسرے الزامات کو قیاس کر لیجیے جو بڑی شانِ تحقیق سے عائد کیے گئے ہیں

(ثانیًا) یہ روایات آج یکا یک نہیں ابھر آئی ہیں بلکہ اکابر اہلِ حق کے سامنے یہ سارا مواد موجود رہا ہے اور وہ اس کی مناسب تاویل و توجیہ کر چکے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ان تاریخی واقعات کو بڑی آسانی سے کسی اچھے محمل پر محمول کیا جا سکتا ہے، اب ایک اٹھتا ہے اور ''بے لاگ تحقیق'' کے شوق میں ان کے ایسے محمل تلاش کرتا ہے جس سے صحابہ کرامؓ کی صریح تنقیص اور ان کی سیرت و کردار کی گراوٹ مفہوم ہوتی ہے، تو کیا اس کے بارے میں یہ حسنِ ظن رکھا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وہ ''حسنِ ظن'' رکھتا ہے ؟

اور عجیب بات یہ ہے کہ جب اس کے سامنے اکابر اہلِ حق کے طرزِ تحقیق کا حوالہ دیا جاتا ہے تو ان حضرات کو ''وکیل صفائی'' کہہ کر ان کی تحقیقات کو قابلِ التفات نہیں سمجھتا، غالبًا یہ دنیا کی نرالی عدالت ہے جس میں ''وکیل استغاثہ'' کے بیان پر ایک طرفہ فیصلہ دیا جائے اور ''وکیلِ صفائی'' کے بیانات کو اس جرم میں نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ کسی مظلوم کی طرف سے صفائی کا وکیل بن کر

کیوں کھڑا ہو گیا ہے ؟

اوپر قرآن وسنت کے جن نصوص کا حوالہ دیا گیا اور اہلِ حق کے جس اجتماعی فیصلے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ صرف حافظ ابن تیمیہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول اور پوری امت کے اہلِ حق صحابہ کرام کے ''وکیلِ صفائی'' ہیں ! اب یہ فیصلہ کرنا ہر شخص کی اپنی صواب دید پر موقوف ہے کہ وہ وکیلِ صفائی کی صف میں شامل ہونا پسند کرتا ہے یا وکیلِ استغاثہ کی صف میں ؟ !

(ثالثًا) ان تاریخی روایات کے متفرق جزئیات کو چن چن کر جمع کرنا، انہیں ایک مربوط فلسفہ بنا ڈالنا، جزئیات سے کلیات اخذ کر لینا اور ان پر ایسے جلی اور چھبتے ہوئے عنوانات جمانا جنہیں آج کی چودھویں صدی کا فاسق سے فاسق بھی اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرے گا ! یہ نہ تو دین وملت کی کوئی خدمت ہے نہ اسے اسلامی تاریخ کا صحیح مطالعہ کہا جا سکتا ہے البتہ اسے ''تاریخ سازی'' کہنا بجا ہوگا ! ! بقول سعدیؒ ع ولیکن قلم در کفِ دشمن است

میں پوچھتا ہوں کیا کوئی ادنیٰ مسلمان اپنے بارے میں یہ سننا پسند کرے گا کہ اس نے خدائی دستور کو بدل ڈالا ؟ اس نے بیت المال کو گھر کی لونڈی بنا لیا ؟ اس نے مسلمانوں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آزادی سلب کر لی ؟ اس نے عدل وانصاف کی مٹی پلید کر ڈالی ؟ اس نے دیدہ دانستہ نصوصِ قطعیہ سے سرتابی کی ؟ اس نے خدائی قانون کی بالاتری کا خاتمہ کر ڈالا ؟ اس نے اقربا پروری وخویش نوازی کے ذریعہ لوگوں کی حق تلفی کی ؟ کیا کوئی معمولی قسم کا متقی اور پرہیزار آدمی ان جگر پاش اتہامات کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرے گا ؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا صحابہ کرامؓ ہم نالائقوں سے بھی گئے گزرے ہو گئے کہ ایک دو نہیں بلکہ مثالب وقبائح اور اخلاقی گراوٹ کی ایک طویل فہرست ان کے نام جڑ دی جائے ! پھر ''بے لاگ تحقیق'' کے نام سے اس سے اچھالا جائے اور روکنے اور ٹوکنے کے باوجود اس پر اصرار کیا جائے ! !

کیا صحابہ کرامؓ کی عزت وحرمت یہی ہے ؟ کیا اسی کا نام صحابہ کا ''ذکر بالخیر ہے'' ؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے معزز صحابہ اسی احترام کے مستحق ہیں ؟ کیا ایمانی غیرت کا یہی تقاضا ہے ؟

کیا مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد و بھول جانا چاہیے

''جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو ان کے جواب میں یہ کہو تم میں سے (یعنی صحابہ کرامؓ اور ان کے ناقدین میں سے) جو برا ہوا اس پر اللہ کی لعنت'' ؎١

آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ بعد کی امت کے لیے حق و باطل کا معیار ہیں، انہیں معیت نبوی کا جو شرف حاصل ہوا اس کے مقابلے میں کوئی بڑی سے بڑی فضیلت ایک جو کے برابر بھی نہیں ! کسی بڑے سے بڑے ولی اور قطب کو ان کی خاکِ پا بننے کا شرف حاصل ہو جائے تو اس کے لیے مایہ صد افتخار ہے اس لیے امت کے کسی فرد کا خواہ وہ اپنی جگہ مفکرِ دوراں اور علامہ زماں ہی کہلاتا ہو ان پر تنقید کرنا قلبی زیغ کی علامت ہے ع ایاز ! قدرِ خویش بشناس

یہ دنیا حق و باطل کی آماجگاہ ہے، یہاں باطل، حق کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے، بسا اوقات ایک آدمی اپنے غلط نظریات کو صحیح سمجھ کر ان سے چمٹا رہتا ہے جس سے رفتہ رفتہ اس کے ذہن میں کجی آجاتی ہے اور بالآخر اس سے صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط سمجھنے کی استعداد ہی سلب ہو جاتی ہے اور یہ بڑی خطرناک بات ہے ! !

اہلِ حق و تحقیق کی یہ شان نہیں کہ وہ ''میں سمجھا ہوں'' کی برخود غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور جب انہیں اخلاص و خیر خواہی سے تنبیہ کی جائے تو تاویلات کا ''ضمیمہ'' لگانے بیٹھ جائیں۔ اہل حق کی شان تو یہ ہے کہ اگر ان کے قلم و زبان سے کوئی نامناسب لفظ نکل جائے تو تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف پلٹ آئیں حق تعالیٰ جل ذکرہٗ ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو ہر زیغ و ضلال سے محفوظ فرمائے اتباعِ حق کی توفیق بخشے

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ ؎٢

وَصَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ علی خَيْرِ خَلْقِهٖ صفوة البرية محمد وعلٰى اٰله واصحابه واتباعه اجمعين اٰمين

(بحوالہ ماہنامہ بینات ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ / نومبر ۲۰۱۳ء)

؎١ سنن ترمذی رقم الحدیث ٣٨٦٦ ؎٢ سورة اٰلِ عمران : ٨

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم
کا قومی اسمبلی میں پر اثر خطاب

✿ ✿ ✿

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

جناب اسپیکر ! پچھلی مرتبہ جب میں نے ایوان میں کچھ گزارشات پیش کی تھیں ظاہر ہے یہاں پر ایوان میں ملک کو ڈسکس کیا جاتا ہے، داخلی معاملات ڈسکس ہوتے ہیں، خارجی تعلقات پر بات ہوتی ہے اور اپوزیشن ہمیشہ ان کمزوریوں کا تذکرہ کرتی ہے، حکومت کو اصلاحات کی طرف متوجہ کرتی ہے لیکن خدا جانے ایوان جو بالا دست ہے اور سپریم ہے اور آپ اس کے کسٹوڈین ہیں، اگر ہماری کوئی تقریر حکمران حلقوں کو ناگوار گزرتی ہے تو پھر اس کا بلیک آؤٹ کر دیا جاتا ہے، تمام چینلز پر اس کی نشریات بند کر دی جاتی ہیں، سب سے پہلے تو میں اس پر احتجاج بھی نوٹ کراؤں گا اور آپ کی طرف سے باقاعدہ رولنگ جانی چاہیے کہ کسی بھی ممبر اسمبلی کی تقریر کا حق ہے کہ قوم ان کو سنے اور اس کی آواز قوم تک پہنچے، اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے ! ! !

جناب سپیکر ! بجٹ پر بات ہو رہی ہے، میں معیشت کا ماہر نہیں ہوں لیکن ۱۹۸۸ء سے اسی ایوان کے اندر بجٹ سن رہا ہوں، بجٹ پر بحث ہو رہی ہوتی ہے، وہ سب ہم سن رہے ہوتے ہیں اور ہر حکومت کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم معیشت میں ترقی کریں گے، اپنے پیش کیے ہوئے بجٹ کو ہر گورنمنٹ، پاکستان دوست، عوام دوست، معیشت کی طرف ایک کامیاب قدم قرار دیتے ہیں لیکن اگر ہم گزشتہ پندرہ بیس سالوں سے اپنی معیشت کا تجزیہ کریں کیا ہم مجموعی طور پر نیچے آرہے ہیں یا اوپر جا رہے ہیں ؟ ؟ بدقسمتی سے ہم نے اس ملک میں وہ بجٹ بھی دیکھے ہیں جب ہمارا جی ڈی پی گروتھ منفی پر چلا گیا تھا اور گزشتہ سال جو آپ نے جی ڈی پی گروتھ کا ہدف ہمیں بتایا تھا اس کا پچاس فیصد بھی ہدف ہم حاصل نہیں کر سکے ہیں اور ہم مزید بھی کوئی بڑی اصلاحات اور بڑی امید قوم کو نہیں دے سکے ہیں ! ! !

جناب اسپیکر ! ہم اخبارات پڑھتے ہیں، ہم الیکٹرانک میڈیا پر لوگوں کی تجزیے سنتے ہیں، مختلف مجالس میں ہم لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر جب بجٹ کو ڈسکس کرتے ہیں تو میرا مشاہدہ یہ ہے کہ کسی ایک گوشے سے بھی اس بجٹ کی کوئی تحسین نہیں کی گئی اور ہر طرف سے اس پر تنقید کی گئی ہے ! اس کو کمزور بجٹ قرار دیا گیا ہے ! اب آپ میرے اس مشاہدے کے بعد مجھ سے یہ توقع کیسے رکھیں گے کہ میں اس بجٹ کی تحسین کروں، اس سے امیدیں وابستہ کروں، اس کو ملکی معیشت کے لیے کوئی پیش رفت سمجھوں، بہتری کی طرف اس کو پیش رفت سمجھوں ! تو ظاہر ہے کہ جو عمومی رائے سامنے آرہی ہے وہ اس بجٹ کے حوالے سے کوئی حوصلہ افزا نہیں ہے بلکہ مسلسل تنقید پر مشتمل اس قسم کی چیزیں سامنے آرہی ہیں ! ! !

جناب اسپیکر ! کسی بھی ملکی معیشت کے لیے ضروری ہے کہ اس کو پر امن ماحول ملے، ہمارے ملک میں نائن الیون کے بعد ہم مسلسل میدانِ کارزار بنے ہوئے ہیں اور لڑائیاں ہیں، قتل و غارت گری ہے، جو کسی زمانے میں جرم تصور کیا جاتا تھا، کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ آج وہ ہمارے کلچر کا حصہ بن گیا ہے اور سرے سے محسوس ہی نہیں کیا جارہا کہ یہاں بدامنی ہے، یہاں لوگ محفوظ نہیں ہیں، جتنے باعزت لوگ جن کو میں کم از کم اپنے صوبے میں جانتا ہوں یا میں بلوچستان میں جانتا ہوں کوئی باعزت انسان بھتے دیے بغیر اب زندہ نہیں رہ سکتا، یہ ہماری حالت ہوگئی ہے ! ! !

ہندوستان نے ہماری آن پر حملہ کیا، ہندوستان ہر لحاظ سے ہم سے دس سے پندرہ گنا زیادہ طاقتور اور بڑا ملک ہے، دفاعی لحاظ سے بھی ہماری اور ان کی نسبت تقریباً یہی ہے لیکن پاکستان نے جس جرأت کے ساتھ اس کا دفاع کیا، اس کے ڈیفنس سسٹم کو ناکارہ بنایا، جن جہازوں اور جن پائلٹوں پر ان کو غرور تھا پاکستان نے ان کے غرور کو زمین بوس کر دیا ! یہ سب کچھ دیکھا اور ہر طرف سے داد تحسین ملی ہماری دفاعی قوت کو، یعنی اس کا معنٰی یہ ہے کہ اگر ہماری دفاعی قوت اپنی آئینی اور پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے اور خود کو وہاں تک محدود رکھتی ہے قوم کل بھی ان کے ساتھ کھڑی تھی قوم آج بھی ان کے ساتھ کھڑی ہوگی ! ! !

لیکن سوالات دو ہیں : کیا ہماری اسٹیبلشمنٹ اپنی ذمہ داریوں تک محدود ہے ؟ کیا دفاع کے علاوہ

ملکی سیاست کو وہ کنٹرول نہیں کرر ہے ہیں ؟ کیا ہماری پارلیمنٹ کو وہ کنٹرول نہیں کرر ہے ؟ اگر وہ نہ چاہیں پارلیمنٹ کے سپریم ہونے کے باوجود میری تقریر باہر نہیں جا سکتی، گیلری میں بیٹھے ہوئے صحافی جو آپ کی اسی سکرین کو دیکھ کر اس سے خبریں لیتے ہیں وہ بند کر دی جاتی ہے، تو پھر آپ بتائیں کہ یہ پارلیمنٹ اور یہ حکومت کیسے sovereignt (خود مختار) ہے ! ! !

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم تین یا چار گھنٹوں میں ہندوستان کی طاقت کو اور اس کے غرور کو خاک میں ملا سکتے ہیں تو چالیس سال سے ملک کے اندر ہم عسکریت پسندی کے خلاف لڑ رہے ہیں اس کے خلاف ہمیں کامیابی کیوں نہیں مل رہی ؟ بدامنی، عسکریت پسندی، دہشت گردی جو بھی آپ اس کو نام دیں آج ہم اسے ایک سیاسی ٹول کے طور پر استعمال کرتے ہیں، آج ہم اسے ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور عام آدمی کو امن فراہم کرنا یہ شاید اب ہماری ڈیوٹی نہیں رہی ! ! !

جناب اسپیکر ! میں یہاں پر ملک کے تمام قائدین کے سامنے ان خیالات کا اظہار کر چکا ہوں اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دو صوبوں میں حکومتی رٹ موجود نہیں ہے، یہ اعادہ کر رہا ہوں، یہ نہیں کہ پہلی مرتبہ کہہ رہا ہوں، اگر دو صوبوں کے اندر حکومتی رٹ ہی موجود نہیں ہے تو ہم کس چیز کے شادیانے بجا رہے ہیں، ہم اپنے ملک میں بھی محفوظ نہیں ہیں اور دنیائے اسلام میں بھی محفوظ نہیں ہیں !

ان تمام تر حالات میں ہماری قانون سازیاں اپنے ڈرافٹ کے اندر چیخ چیخ کر خود بتلاتی ہیں کہ اس قانون کے پیچھے کس کا پریشر ہے ؟ آپ ہمیں اس ڈراف کے پیچھے خود بتا رہے ہوتے ہیں کہ آئی ایم ایف کا پریشر ہے ! آپ خود ہمیں بتا رہے ہوتے ہیں کہ ایف اے ٹی ایف کا دباؤ ہے ! آپ ہمیں بتا رہے ہوتے ہیں کہ ہم یہ قانون سازی اقوام متحدہ کے دباؤ پر کر رہے ہیں اور ان کی خواہش اور ترغیب پر کر رہے ہیں ! ! !

ہماری sovereignty (خود مختاری) کدھر گئی ! ہم ایک آزاد ملک کی حیثیت سے ہر سال ۱۴/ اگست کو ''یوم آزادی'' مناتے ہیں، ہم اس دعوے کے ساتھ کہ ہم ایک آزاد ملک ہیں، ایک آزاد قوم ہیں لیکن بین الاقوامی سیاسی ادارے، انسانی حقوق کے ادارے جہاں بیٹھے ہوئے ہیں آج ہمارے جیسے

ترقی پذیر ممالک یا پسماندہ ممالک وہ بین الاقوامی اداروں کی قراردادوں، ان کے پاس کیے ہوئے قوانین وہ ہمارے ہاں موثر ہیں اور ہمارا اپنا آئین اور قانون غیر مؤثر اور معطل ہو جاتا ہے اس سے ! ابھی حال ہی میں آپ نے وہ قانون سازیاں کی ہیں جسے آپ کا اپنا آئین ایسی قانون سازی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ! کبھی ہم نے اپنا احتساب کیا ہے، کبھی ایک لمحہ کے لیے سوچا ہے اور جب آپ اس ملک کے اندر آئین کو پامال کرتے ہیں، جب آپ اس ملک کے اندر قرآن وسنت کو پامال کرتے ہیں تو کبھی اس کو "حقوق انسانی" کا لقب دے دیتے ہیں، کبھی اس کو "حقوق نسواں" کا لقب دے دیتے ہیں ! ! میں حیران اس بات پر ہوں کہ اسی ایوان کے اندر ہم نے وہ قانون سازی بھی دیکھی ہم نے ہی اس کا دفاع کیا لیکن وہ قانون پاس ہو گیا تھا کہ حد زنا اس پر زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے درمیان فرق کیا گیا اور زنا بالرضا کے حوالے سے قوانین معطل کر دیے گئے، تبدیل کر دیے گئے، آئینی ترمیم تک کی گئی اور سہولتیں مہیا کی گئیں ! لیکن آج ہم اٹھارہ سال کی عمر کو نکاح کے لیے پابند کر کے اس پر سزائیں دے رہے ہیں، دولہا دلہن کو بھی سزا، ان کے والدین کو بھی سزا، اس نکاح خواں کو بھی سزا، یہ کس قانون کے تحت اس قسم کی سزائیں آپ نافذ کر رہے ہیں جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل اس کو مسترد کر رہا ہے، تمام علمائے کرام اس کو مسترد کر رہے ہیں جو قرآن وسنت کے حوالے سے اتھارٹی تصور کیے جاتے ہیں وہ اس کو مسترد کر رہے ہیں ! ! !

خلاصہ کلام یہ کہ جناب سپیکر ! مسئلے کی نزاکت کو دیکھیں اس پہلو پر نظر ڈالیں کہ ہم جائز نکاح کے لیے تو مشکلات پیدا کر رہے ہیں اور زنا بالرضا کے لیے سہولتیں پیدا کر رہے ہیں ! یہ علامت ہے ایک اسلامی مملکت کی، پاکستان کی، اس کے بعد ہم اس کو اسلامی مملکت کہیں گے ؟ یہ کوئی سر کا جھومر ہے کہ ہم ماتھے پر اس کو لٹکاتے رہیں، آپ نے اس پارلیمنٹ کے اندر اپنے آئین کو پامال کیا ہے، آپ نے ایک مسلمان ملک کی پارلیمنٹ کے طور پر قرآن وسنت کو پامال کیا ہے، کب احساس ہوگا آپ کو ؟ ! اور جب اس پر تنقید کی جاتی ہے تو ادارے بھی اور پتہ نہیں ان کے کام آنے والے کیا کیا لوگ، این جی اوز وہ ہمارے اوپر ٹوٹ پڑتے ہیں، بھئی کبھی تو آپ اوپن ڈیبیٹ کریں ! ! !

تم بتاؤ ہمیں تمہاری ملحدانہ فکر، تمہاری لبرل سوچ، تمہاری آزاد خیالی، تمہاری روشن خیالی آمنے سامنے آکر ہم بتائیں گے آپ کو کہ وہ کس قدر تاریک ہے اور قرآن و سنت کس قدر روشن اور کس قدر انسانیت کی محافظ ہے، چھپے چھپے پھرتے رہتے ہیں لابنگ کرتے ہیں گھر گھر میں، ایک ایک ممبر کے گھر جاتے ہیں ہم نے یہ کیا، ہم نے وہ کیا، ہم نے یہ کیا، ہم یہ کرنا چاہتے ہیں اور اس قسم کی لابنگ کے نتیجے میں ہماری قانون سازی ہوتی ہے، نہ ہمارا آئین اس کا تقاضا کرتا ہے، نہ ہمارا ملک اس کا تقاضا کرتا ہے، نہ ہمارا معاشرہ اس کا تقاضا کرتا ہے اور اس ملک کے اندر وہ کچھ ہو رہا ہے کہ جو خود یورپ میں نہیں ہو رہا ! ! !

جناب سپیکر ! ہمیں اس پہلو کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ آج پھر ایک دفعہ ہم بارود اور میزائل اور بمباریوں کے نشانے پر ہیں، ہم نے بہت خون دے دیا ہے، ہماری قوم بہت قربانیاں دے چکی ہے، ہم فوج کی قربانیوں کا احترام کرتے ہے لیکن قوم نے جو قربانیاں دی ہیں نہتی قوم نے، کہ ہم ان کا دفاع نہیں کر سکتے، ہمارے پاس صلاحیت و استعداد ہی نہیں ہے ! مجھے کراچی میں بتایا گیا کہ عید کے روز دو دو سالہ بچے اغوا کر لیے گئے اور جس دن مجھے یہ بتایا جار ہا تھا اس وقت تک وہ برآمد نہیں ہو سکے تھے، کہاں گئی انسانیت ؟ کس کو آپ انسانیت کا درس دینا چاہتے ہیں ؟ انسان تو یہ کچھ کر رہا ہے ! اس انسانیت کی رہنمائی کے لیے کون سا نظام ہوگا جو مجھے روشنی دے سکے، اسلام سے پہلے کے معاشرے کو اسلام سے پہلے کے دور کو آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہم ''دورِ جاہلیت'' کہتے ہیں اگر اس وقت اللہ کے دیے ہوئے نظام سے مبرا ہو کر اپنی حیوانی خواہشات کے ساتھ زندگی گزارنے کو زمانہ جاہلیت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو آج بھی اس طرح کی سوچ کو میں جاہلیت سے تعبیر کرتا ہوں یہ قطعاً قوم کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، آپ ہم سے چاہتے کیا ہیں ؟ ہم اپنا فکری ہتھیار بھی پھینک دیں آپ کے سامنے، ہم اپنا عقیدہ و ایمان اس کا ہتھیار بھی آپ کے سامنے پھینک دیں، سرنڈر ہو جائیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر ریاست کے ذمہ داروں کو، حکمرانوں کو اس قسم کا ایجنڈا قبول و منظور ہے تو پھر آپ کی اس سوچ کے خلاف میں اس ایوان سے اعلان جنگ کرتا ہوں ! ! !

کچھ اللہ کو سامنے رکھیں یہ ننانوے نام کا ہم بار بار حوالہ دیتے ہیں، ہم اللہ کی ننانوے صفات کے نیچے

بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے ہم نے لکھے ہیں سر کے اوپر کہ ان کی برکتیں نازل ہوں لیکن جو کرتوت ہمارے ہیں، جو ہم کر رہے ہیں، جو ان ہی ناموں کے نظام کے ساتھ کر رہے ہیں اس کے بعد ہم اس کی برکات کے منتظر ہوں گے یا اس کی پھٹکار کے منتظر ہوں گے ؟ کچھ تو احساس ذمہ داری ہونی چاہیے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں ؟ ؟ ؟

آج ہمارا فلسطینی ساٹھ ہزار سے زیادہ شہید ہو چکا ہے اور ابھی تک میرے مسلمان بھائی کا خون پی پی کر صہیونی درندوں کی پیاس نہیں بجھ رہی، مسلسل بمباری جاری ہے، دو روز کے اندر ڈیڑھ ہزار لوگ شہید ہو چکے ہیں، مجھے ابھی راستے میں ایک صحافی نے پوچھا اور وہ ریکارڈ بھی کر رہا تھا کہ جنرل عاصم منیر صاحب اور ٹرمپ کی ملاقات ہوئی ہے آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ؟ ؟ میں نے کہا کہ ابھی میرے پاس تو کوئی ایسی رپورٹ نہیں ہے ! انہوں نے کہا کوئی وہاں پر پریس ٹاک کی ہو ؟ میں نے کہا کہ میرے علم میں نہیں ہے ! لیکن میں ایک سیاسی کارکن کے طور پر یہ تجزیہ کر سکتا ہوں کہ اس نے ضرور کہا ہوگا کہ انڈیا پاکستان کے درمیان جنگ نہیں ہونی چاہیے، اس نے یہ ضرور کہا ہوگا کہ ایران اور اسرائیل کے درمیان جنگ نہیں ہونی چاہیے ، لیکن اس نے یہ کبھی نہیں کہا ہوگا کہ اسرائیل فلسطین پر بمباری بند کردے ! ! !

یہ تین جملے میرے پاس ہیں کہ ادھر سے انڈیا پاکستان جنگ کی بات ہوئی ہوگی، اسرائیل اور ایران کی جنگ کی بات ہوئی ہوگی اور کبھی بھی فلسطین کے حوالے سے ٹرمپ نے بات نہیں کی ہوگی، کیوں یہ امتیاز برتا جا رہا ہے، جہاں پر صہیونی مرتا ہے جہاں پر مودی مرتا ہے اس سے تو ان کو تکلیف ہو رہی ہے لیکن اگر ایک غریب مسلمان، غیر مسلح مسلمان، چھوٹے چھوٹے بچے، خواتین، بوڑھے بزرگ ان کا خون بہہ رہا ہے پورا شہر ملبے کا ڈھیر بن گیا ہے اس کا کسی کو احساس نہیں ہے، مسلمان کی نظر سے نہ دیکھو انسان کی نظر سے دیکھو ! اس کا معنٰی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہے اگر کسی شخص کی زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات سے آراستہ نہیں ہے تو پھر یہ انسانیت نہیں اسی کو ہم ''حیوانیت'' کہتے ہیں ! اس انسانیت پر فخر مت کرو، شرم سے تمہارے سر جھک جانے چاہییں، اس کو انسانیت کہتے ہیں !

پاکستان اسلامی دنیا کا بڑا ملک ہے، پاکستان اسلامی دنیا کا مؤثر ملک ہے، پاکستان اسلامی دنیا کی طاقتور دفاعی قوت ہے، پاکستان اسلامی دنیا کی ایٹمی طاقت ہے، پاکستان کے اندر وہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ امتِ مسلمہ کی قیادت کرے اور ہم ہیں کہ ملک کی داخلی صورت حال میں بھی دفاعی پوزیشن میں ہیں اور خطے کی صورت حال میں بھی ہم دفاعی پوزیشن میں ہیں، قیادت خاک کریں گے ہم ؟ یہی پیغام اس پارلیمنٹ سے امتِ مسلمہ کو جانا چاہیے، او آئی سی (OIC) کو جانا چاہیے، بین الاقوامی اداروں کی کوئی حیثیت اب نہیں رہی، او آئی سی ایک دکھاوا ہے ! ! !

سلامتی کونسل کے پانچ بڑے ممالک، ترقی یافتہ ممالک کی منوپلی ہے، پورا اقوام متحدہ، جنرل اسمبلی امریکہ کی لونڈی ہے، وہ جب چاہیں ہماری سیاست پر بھی قبضہ کرلیں، ہم سے قانون سازی کا حق بھی چھین لیں، ہم ان کے دباؤ پر قانون سازیاں کرتے رہیں، معیشت ان کی خواہشات کے تابع کریں اور یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اگر وزیر خزانہ صاحب موجود ہوتے تو میں ان کی موجودگی میں یہ کہتا کہ وزیر خزانہ صاحب یہ آپ نے تیار نہیں کیا یہ آئی ایم ایف نے تیار کیا ہے اور آپ نے پڑھ کر سنایا ہے، آپ کے اندر اس وقت بجٹ بنانے کی صلاحیت بھی ختم ہو چکی ہے، ہم کب ایک طاقتور ملک کی حیثیت اختیار کریں گے ؟ ؟ ؟

ایران اگر اسرائیل کو جواب دے رہا ہے تو ایران کے ہاتھ روکے جاتے ہیں، اگر پاکستان انڈیا کو جواب دیتا ہے تو پاکستان کے ہاتھ روکے جاتے ہیں، لیکن اگر وہ مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے تو ان کو کھلی چھٹی دی جاتی ہے، ہندوستان کے مسلمانوں کا قتل عام ہوا اسی مودی کے ہاتھوں، یہ مسلم دشمن ہے اور میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہ اس کو ''پاک انڈیا جنگ'' نہ کہا جائے یہ ''پاک مودی جنگ'' تھی، کیونکہ پاکستان متحد تھا اور ہندوستان کی حکومت کو ہندوستان میں کوئی تائید حاصل نہیں تھی، وہ اکیلے ''ہندوتوا کاٹ'' کھیل رہا تھا اور ایک سرکار پاکستان پر حملہ کر رہی تھی اس کی اپوزیشن نے بھی ساتھ نہیں دیا، وہاں کی اقلیت نے بھی ساتھ نہیں دیا، وہاں کے سکھوں نے بھی ساتھ نہیں دیا، وہاں کے مسلمانوں نے بھی ساتھ نہیں دیا، تو یہ صرف مودی کی جنگ تھی ! تو جوا کیلے

جنگ لڑے گا اور قوم ساتھ نہیں ہوگی تو یہ انجام ہوگا اور اگر یہاں پر قوم ساتھ ہوگی، ان کے پشت پر کھڑی ہوگی تو پھر یہ بہادری ہوگی داد ملے گی ! جب آپ بنگال میں لڑ رہے تھے تو قوم آپ کے ساتھ نہیں تھی تو نتیجہ کیا نکلا، آج آپ لڑیں اور قوم آپ کے ساتھ تھی تو نتائج کیا سامنے آئے ؟ لیکن ہمیں خطے کی سیاست میں اس کے اچھے نتائج حاصل کرنے کی سٹریٹجی بنانی ہوگی، سوچ سمجھ کر بنانی ہوگی، ہمیں خطے میں ایران کو اعتماد میں لینا ہوگا، ہم ایران کے ساتھ کھڑے ہیں اور پاکستان کو کھل کر کھڑا ہو جانا چاہیے، ہمیں کھل کر اہلِ غزہ کے ساتھ فلسطینیوں کے ساتھ کھڑے ہو جانا چاہیے ! یہود وہنود یہ ایک ہیں یہ ایک دوسرے کے اتحادی ہیں ! اگر فلسطین سے آگے لبنان پر وہ حملہ کر چکا ہے، اگر وہ شام پر حملے کر چکا ہے، پرانے قبضے ایک طرف، حال ہی میں جو اس نے شام کی دفاعی قوت کو تباہ کیا ہے، عراق میں جو کچھ گزری ہے وہ آپ کے سامنے ہے اس کے بعد ایران اس کے بعد اب پاکستان، تو فلسطین، لبنان، شام، عراق، ایران اور پاکستان ! اور پاکستان کی ایٹمی قوت کو تباہ کرنا ان کا ایجنڈا ہو سکتا ہے ! ادھر سے ہندوستان ہمارے لیے خطرہ ہے، ہم خطے میں خطے کے ممالک کے ساتھ انگیج نہیں ہو رہے ؟ ہمیں وہ پالیسی بنانی ہوگی، ہمارے اپنے دوست ممالک ہم سے دور ہوتے جا رہے ہیں وہ گرم جوشی نہیں رہی ہے جو کسی زمانے میں تھی اور وہ آج ہونی چاہیے تھی ! ! !

تو ایسی تمام تر صورت حال میں جناب سپیکر ہمیں غور کرنا ہوگا اور پھر پالیسیوں کے اوپر بجٹ میں ممبران اپنے حلقوں کی بات بھی کرتے ہیں، اپنے علاقوں کی بات بھی کرتے ہیں، جناب وزیر اعظم نے ہمارے علاقوں میں جن منصوبوں کا خود افتتاح کیا تھا آج اسی وزیر اعظم نے اپنے افتتاح کیے ہوئے منصوبوں کے فنڈز روک دیے ہیں ! اب بتائیے ہم کس سے امید رکھیں ؟ تو اللہ کی حاکمیت کے نیچے اس کی نیابت تو ہم کر رہے ہیں ہمارے حکمران کر رہے ہیں اسے کہتے ہیں اللہ کی نیابت کہ ہم قانون پاس کریں آئین کے تحت پابند قرآن وسنت کے تابع، لیکن قانون سازی کرتے ہیں ہم اقوام متحدہ کے تابع، قانون سازی کرتے ہیں ہم آئی ایم ایف کے تابع ! ! اور پھر ہماری بیوروکریسی میں ایسے لوگ ہیں جو میں نے خود سنے ہیں کہ اگر آپ ان کی بات نہیں مانیں گے تو ریاست ختم ہو جائے گی ! ! !

اب جو میرے ملک کو چلانے والے لوگ ہیں ان کی خودداری ان کا اعتماد اس کی حالت یہ ہے کہ اس پر فاتحہ پڑھی جائے، ختم ہو چکی ہے، یہ لوگ میرے ملک کو چلائیں گے، پچیس کروڑ کی عوام کے اس ملک کو یہ لوگ چلائیں گے، جناب والا اس ملک میں انقلاب چاہیے، روایتی سیاست کا دور اب ختم ہو چکا ہے عوام کو بیدار کرو، اس میں شعور پیدا کرو تا کہ وہ اپنے مسائل کے لیے خود آواز بلند کر سکیں ! ! !

تو یہ چند گزارشات تھیں میں نے کچھ اگر وقت زیادہ لے لیا ہے تو اس کی سزا کسی دوسرے میرے کولیگ کو نہ دیں ! اللہ کرے کہ ہم اپنے روِش پر نظر ثانی کریں، ملک کے اندر جمہوری اقدار کو بحال کریں، سیاست دانوں کے ساتھ انتقامی روّیہ نہ رکھیں اور ایک انصاف پر مبنی نظام ہونا چاہیے، معیشت قوت کے استعمال سے بہتر نہیں ہوگی، معیشت قوم کو انصاف مہیا کرنے سے بہتر ہو سکتی ہے اس کے بغیر بہتر نہیں ہو سکتی

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین (۱۹؍جون ۲۰۲۵ء)

رحمن کے خاص بندے

قسط : ۳۳

﴿ حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، استاذ الحدیث دارالعلوم دیو بند ﴾

بے حیائیاں، لاعلاج امراض کا سبب :

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَافِيهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا [1]

''جب بھی کسی قوم میں بے حیائیاں برسرعام کی جانے لگیں تو ان پر طاعون اور ایسے امراض مسلط کردیے جاتے ہیں جن کا ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں کبھی نام بھی نہ سنا گیا ہو''

اس حدیث کی صداقت آج بالکل عیاں ہے، بے حیائیوں اور بدکاریوں سے بھرپور مغربی اور مشرقی معاشرہ میں ایسے خطرناک اور لاعلاج بدترین امراض جنم لے چکے ہیں جن کا اس سے پہلے کبھی نام بھی نہیں سنا گیا تھا اور میڈیکل سائنس کی ہزار ترقیوں کے باوجود ابھی تک ان جالیوا بیماریوں کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو پایا ہے جیسا کہ آج ہر طرف ''ایڈز'' نامی بیماری کا شور ہے، پوری دنیا اس کے تصور ہی سے سہمی ہوئی ہے اور تمام طبی تحقیقات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بیماری غلط اور خلافِ فطرت جنسی تعلقات کی وجہ سے ہی وجود میں آتی ہے لیکن اس کی روک تھام کے لیے جتنی بھی کوششیں کی جارہی ہیں وہ سب بے سود ثابت ہو رہی ہیں اور یہ بیماری برابر روز افزوں ہے۔

اقوامِ متحدہ کا محکمہ صحت کروڑوں ڈالر ''ایڈز بچاؤ مہم'' پر خرچ کر رہا ہے مگر اہل دنیا کی پست فکری اور ہوس پرستی پر ہنسی آتی ہے کہ وہ ایسے امراض کے بچاؤ کے لیے فطری اور مؤثر طریقہ (فواحش سے

---

[1] ابن ماجة ص۱۸۴ رقم ۴۰۱۹ الترغیب والترهیب مکمل ص۵۲۳ رقم ۳۶۸۵ ، الزواجر ۲/ ۲۲۹

کلی اجتناب) اپنانے کے بجائے اپنی بدنیتی کی بنا پر صرف ''محفوظ جنسی عمل'' (مانع حمل اشیاء کی تشہیر) کی مہم چلائے ہوئے ہیں جو ان امراض میں اضافہ کا تو سبب ہو سکتی ہے لیکن اس سے امراض پر روک لگانے کی بات سوچنا ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا فَیَا لَلْعَجَبْ !

آج نہایت بے غیرتی اور بے شرمی کے ساتھ نئی عمر کے بچوں اور بچیوں اور کالجوں کے طلبہ وطالبات کے سامنے اس کی ٹریننگ دی جاتی ہے جس کی بنا پر شہوانی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اور گویا کہ نوجوانوں کو مانع حمل چیزوں کے استعمال کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات بنانے پر آمادہ کیا جاتا ہے اس صورتِ حال میں اس مرض کے خاتمہ کا تصور ہی فضول ہے ، اگر معاشرہ میں بے حیائیاں، فواحش اور ناجائز جنسی تعلقات کا چلن رہے گا تو ایسے جان لیوا اور ناقابلِ علاج امراض حدیثِ بالا کی پیش گوئی کے مطابق یقیناً پائے جاتے رہیں گے اور دنیا اس عذاب سے ہرگز محفوظ نہ رہ سکے گی !

بریں بنا جسمانی صحت مندی ، معاشرتی سکون اور ذہنی یکسوئی کے حصول کا واحد راستہ یہی ہے کہ فواحش کے تمام سوراخوں کو بند کیا جائے اور ڈھکی چھپی اور ظاہری بے حیائیوں کو بدترین جرم قرار دے کر معاشرہ سے ان کی جڑوں کو اکھیڑ دیا جائے !

ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اس طرح کی مشکلات کا حل صرف اور صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے ان سے قطع نظر کر کے جو بھی مہم چلائی جائے گی اس کے لیے بہر حال ناکامی ہی مقدر ہو گی جس کا آج ہر کوئی مشاہدہ کر سکتا ہے !

بیویوں کے ساتھ خلافِ فطرت عمل کرنا :

جس طرح مرد کا مرد سے خواہش پوری کرنا حرام ہے اسی طرح اپنی منکوحہ بیوی سی خلافِ فطرت طریقہ پر انتفاع بھی حرام ہے۔ قرآنِ پاک میں اس کی ممانعت کی طرف اشارات موجود ہیں جبکہ سرورِ عالم، محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی نصیحت و رہنمائی کا حق ادا فرماتے ہوئے بہت وضاحت کے ساتھ اس عمل سے روکا ہے چنانچہ امیر المومنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِسْتَحْیُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِیْ اَدْبَارِھِنَّ ۱؎

''شرم وحیاء کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتے اور عورتوں کے پاس ان کے پیچھے کے راستہ میں مت جایا کرو''

اور سیدنا حضرت عقبة بن عامر رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلٰوة والسلام نے فرمایا

لَعَنَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ النِّسَاءَ فِیْ مَحَاشِّھِنَّ ۲؎

''اللہ کی لعنت ایسے لوگوں پر جو عورتوں کی گندگی کی جگہوں (پیچھے کے راستوں) میں جاتے ہیں''

اور سیدنا حضرت ابوھریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ اَتَی النِّسَاءَ فِیْ اِعْجَازِھِنَّ فَقَدْ کَفَرَ ۳؎

''جو عورتوں کے پیچھے کے راستہ میں جماع کرے اس نے کفر کا ارتکاب کیا'' (یعنی کافروں جیسا عمل کیا)

نیز ایک روایت میں ہے کہ

''جو شخص حیض کی حالت میں عورت سے جماع کرے یا اس کے پیچھے کے راستہ سے خواہش پوری کرے یا کاہن کے پاس جاکر اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا'' ۴؎

مذکورہ روایات پوری امت کی تنبیہ کے لیے کافی ہیں بالخصوص آج کل انٹرنیٹ وغیرہ آلات کے ذریعہ جو بیہودہ مناظر عام کیے جارہے ہیں اور انسانی اخلاق کے بجائے شیطانی اور حیوانی اعمال کا رواج دینے میں طاغوتی طاقتیں سرگرم ہیں ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ عقل مند انسان وہی ہے جو اپنے کو شہوت کا غلام نہ بنائے بلکہ انسانیت وشرافت کا معیار ہر حالت میں برقرار رکھے۔

۱؎ رواہ ابو یعلٰی باسناد جید ، الترغیب والترھیب مکمل ص۵۲۵ رقم الحدیث ۳۶۹۷

۲؎ الترغیب والترھیب مکمل ص ۵۲۵ رقم الحدیث ۳۷۰۰

۳؎ رواہ طبرانی ، الترغیب والترھیب مکمل ص۵۹۵ رقم الحدیث ۳۷۰۱

۴؎ رواہ احمد ۲/ ۴۰۸ ، الترمذی رقم ۱۳۵ ، الترغیب والترھیب مکمل ص۵۲۵ رقم الحدیث ۳۷۰۴

خوبصورت لڑکوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا موجبِ فتنہ ہے :

ہم جنسی اور فواحش سے بچنے کے لیے وہ تمام دروازے بند کرنے ضروری ہیں جو اس منحوس عمل تک پہنچاتے ہیں، ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ بے ریش نوعمر بچوں کے ساتھ نظر بازی، تنہائی اور اختلاط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے کیونکہ اس بیماری بلکہ سب ہی فواحش کی ابتدا بدنظری ہی سے ہوتی ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظَرِ   وَمُعَظَّمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

''ہر فحش حادثہ کی ابتدا بدنظری سے ہی ہوتی ہے اور بڑی آگ چھوٹی سی چنگاری ہی سے لگا کرتی ہے''

وَالْمَرْأُ مَا دَامَ ذَا عَيْنٍ يُقَلِّبُهَا   فِيْ اَعْيُنِ الْعِيْنِ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْخَطَرِ

''اور جب تک آدمی دیکھنے اور بھٹکنے والی آنکھ کا مالک رہتا ہے وہ خطرہ کی جگہ پر کھڑا رہتا ہے''

كَمْ نَظْرَةٌ فَعَلَتْ فِيْ قَلْبِ صَاحِبِهَا   فِعْلَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَلَا وَطَرٍ

''کتنی ہی نظریں آدمی کے دل میں بغیر تانت اور کمان کے تیر کا کام کر جاتی ہیں''

يَسُرُّ نَاظِرُهٗ مَاضَرَّ خَاطِرَهٗ   لَا مَرْحَبًا بِسُرُوْرٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

''دیکھنے والا ایسے منظر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو نقصان پہنچتا ہے اور ایسی خوشی میں کوئی مبارک بادی نہیں ہے جو نقصان لے کر لوٹے''

خلاصہ یہ کہ بدنظری سے بہرحال احتیاط لازم ہے چنانچہ مروی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس جب عبدالقیس کے لوگ وفد بنا کر آئے تو ان میں ایک خوبصورت بے ریش نوجوان بھی تھا تو آنحضرت ﷺ نے اسے اپنے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا تا کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ (الزواجر ۲/ ۲۳۳)

اور بعض تابعین کا قول ہے کہ

''دیندار عبادت گزار نوجوانوں کے لیے پھاڑ کھانے والے درندے سے بھی بڑا دشمن اور نقصان دہ وہ امرد لڑکا ہے جو اس کے پاس آتا جاتا ہے''

حضرت حسن بن ذکوانؒ فرماتے ہیں کہ ''مالداروں کے بچوں کے ساتھ زیادہ اٹھا بیٹھا نہ کرو اس لیے کہ ان کی صورتیں عورتوں کی طرح ہوتی ہیں اور ان کا فتنہ کنواری عورتوں سے زیادہ سنگین ہے'' ۱ کیونکہ عورتیں تو کسی صورت میں حلال ہوسکتی ہیں لیکن لڑکوں میں حلت کی کوئی صورت ہی نہیں ہے

حضرت عبداللّٰہ بن مبارک رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ حمام میں داخل ہوئے تو وہاں ایک خوبصورت لڑکا بھی آگیا تو آپ نے فرمایا کہ ''اسے باہر نکالو کیونکہ عورت کے ساتھ تو ایک شیطان ہوتا ہے اور لڑکوں کے ساتھ دس سے زائد شیطان ہوتے ہیں'' ۲

ابتدا ہی سے بچوں کو بری عادتوں سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیے، خاص طور پر اس بات کی نگرانی کرنی چاہیے کہ چھوٹے بچے بالخصوص تنہائی کے اوقات بڑے لڑکوں کے ساتھ نہ گزاریں۔

اسی بنا پر نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کا حکم ہے کہ جب بچے سمجھ دار ہوجائیں تو ان سب کے بستر علیحدہ کردینے چاہئیں۔ (سُنن ابی داوٗد کتاب الصلٰوۃ باب متی یومر الغلام بالصلوۃ ۱/ ۷۱)

ان حکمت آمیز ہدایات پر عمل کر کے ہی امت کو ایسی بری باتوں سے یقیناً بچایا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہماری نسلوں کو ہر قسم کے اخلاقی امراض سے محفوظ رکھے، آمین

گنہگاروں کے لیے عذابِ جہنم کی وعید :

بدکاری اور دیگر کبیرہ گناہوں کے تذکرہ کے بعد بطورِ تنبیہ آگے یہ ارشاد فرمایا گیا

﴿ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴾ ۳

''جو کوئی مذکورہ اعمال (یعنی شرک، قتل اور زنا) کا مرتکب ہوگا تو وہ اَثام (جہنم کی ہولناک وادی) میں جا پڑے گا، اس کو قیامت کے دن کئی گنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہوکر تا دیر رہتا رہے گا''

اس لیے جو شخص آخرت میں ذلت و رسوائی اور عذاب سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے بہر حال ایسے گناہوں سے دور رہنا چاہیے اور اگر کوئی غلطی ہوجائے تو جلد از جلد توبہ و استغفار کر لینا چاہیے ! ! (جاری ہے)

---

۱ شعب الایمان ٤ / ۳٥۸ ۲ شعب الایمان ٤ / ۳٦۰ ۳ سورۃ الفرقان : ٦۸، ٦۹

قسط : ۱

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

《 مولانا محمد معاذ صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور 》

مولانا محمد معاذ صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بریلی شہر میں ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء میں ہوئی، آپ کا وطنِ اصلی دیوبند ہی ہے، بریلی میں آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ بریلی کالج میں ملازمت کی وجہ سے مقیم تھے۔ والد صاحب نے آپ کا نام ''محمود حسن'' رکھا جبکہ والد ماجد کے ایک بے تکلف دوست نے اس موقع پر ''ولد ذوالفقار علی'' تاریخ کہی جس سے سال ولادت ۱۲۶۸ھ نکلتا ہے [۱]

مولانا ذوالفقار علیؒ کا سرکاری ملازمت کی وجہ سے تبادلہ ہوتا رہتا تھا، جب شیخ الہندؒ کی عمر چھ سال ہوئی اس وقت آپؒ میرٹھ میں مقیم تھے، یہ ۱۸۵۷ء کا زمانہ تھا گویا جس وقت جنگ آزادی لڑی جارہی تھی اس وقت شیخ الہندؒ میرٹھ میں مقیم تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ، مولانا ذوالفقار علیؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے اس لیے آپ کی تعلیم وتربیت کا والدین نے خصوصی اہتمام کیا۔ آپؒ کی تعلیم کا آغاز میاں جی منگلوریؒ سے ہوا، میاں جیؒ سے قاعدہ اور قرآن مجید کا معتدبہ حصہ پڑھا، ان کے بعد میاں جی مولانا عبداللطیفؒ سے بقیہ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ یہاں سے آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے چچا مولانا مہتاب علی دیوبندیؒ کو تفویض کی گئیں جن سے آپ نے فارسی نصاب کی تکمیل اور درجہ عربی کی کتب قدوری و تھذیب المنطق تک تعلیم حاصل کی [۲] آپ کی تعلیم یہیں تک پہنچی تھی کہ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ/ مئی ۱۸۶۶ء دیوبند میں مدرسہ کا قیام عمل میں آیا، مدرسہ کا نام اس سال کی روداد میں ''مدرسہ عربی دیوبند'' درج ہے [۳]

---

۱ حیات شیخ الہندؒ، مولانا میاں اصغر حسینؒ عکسی طباعت ادارہ اسلامیات انارکلی جنوری ۱۹۷۷ ص ۱۷

۲ مقامِ محمود۔ مجموعہ مقالاجات سیمینار شیخ الہندؒ جنوری ۱۹۸۶ء مضمون نگار مفتی ظفیر الدین مصباحیؒ ص ۹۱

۳ کیفیت سالِ اوّل سالانہ مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور بابت ۱۲۸۳ھ طبع دوم مطبع قاسمی دیوبند ص ۱

مدرسہ عربی دیوبند کی ابتداء دیوبند کی قدیم ''چھتہ مسجد'' میں ایک استاذ اور ایک طالب علم سے ہوئی حسنِ اتفاق کہ معلم و متعلّم دونوں ہی کا نام ''محمود'' تھا، استاذ مولانا ملا محمود دیوبندیؒ جبکہ شاگرد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ تھے مدرسہ کی ابتداء میں طلبہ کی تعداد ٢١، جبکہ ذوالحجہ ١٢٨٣ھ میں یہی تعداد بڑھ کر ٧٨ تک پہنچ گئی تھی (روداد سالانہ مدرسہ عربی دیوبند ١٢٨٣ھ ص ٢)

محرم ١٢٨٣ھ تا شعبان ١٢٩٠ھ تک تمام تعلیم حضرت شیخ الہندؒ نے دیوبند ہی میں مکمل کی۔ حضرت شیخ الہندؒ کے دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تعلیم میں نام کے متعلق ایک ابہام ہے، دارالعلوم کی ابتدائی رودادوں میں محمود حسن کا نام دوطرح ملتا ہے : (١) محمود حسن دیوبندی (٢) محمود حسن سائیں دیوبندی

سوال یہ ہے کہ کیا یہ دونوں شخصیات ایک ہی ہیں یا علیحدہ علیحدہ ؟

راقم نے اس سلسلے میں محافظ خانہ دارالعلوم میں رابطہ کیا تو وہاں سے درج ذیل مبہم جواب آیا :

''محمود حسن سائیں'' یہ دوسری شخصیت کا نام ہے ! زبانی طور پر معلوم ہوا کہ سائیں اس علاقے میں ایک برداری کو کہا جاتا ہے [١]

راقم نے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے مسمّٰی محمود حسن سائیں دیوبندی شخصیت کی ولدیت طلب کی تو محافظ خانہ کے ریکارڈ میں اس نام سے کوئی ولدیت درج نہیں ملی۔ راقم کا خیال یہ ہے کہ دونوں شخصیتیں ایک ہی ہیں ہمارے اس موقف کو درج ذیل قرائن سے تقویت ملتی ہے :

(١) روداد ١٢٩٠ھ صفحہ ٢٠ پر وہ سند جو حضرت شیخ الہندؒ کو تکمیلِ علم پر منجانب مدرسہ عطا کی گئی تھی درج ہے اس سند میں آپ کی مدرسہ دیوبند میں پڑھی گئیں کتب بھی مذکور ہیں، کتب کی مندرجہ تفصیل کا جب روداد سے مقابلہ کیا گیا تو بعض ''محمود حسن دیوبندیؒ'' کے نام سے اور بعض ''محمود حسن سائیں دیوبندی'' کے درج ناموں سے مکمل ہوتی ہیں۔ اب جب تک دونوں شخصیات کو ایک نہ تصور کرلیا جائے اس وقت تک روداد اور سند میں تطبیق ممکن نہیں !

راقم نے یہ اشکال اور تطبیق محافظ خانہ والوں کو بھی ارسال کی مگر وہاں سے مزید کرم فرمائی نہ کی گئی

---

[١] خط مولانا عبدالسلام قاسمی، محافظ خانہ دارالعلوم دیوبند ٢٩ / ذوالحجہ ١٤٤٤ھ/ ٢٧ ستمبر ٢٠٢٢ء

(۲) ایک کرم فرما کے اصرار پر دیو بند کی تاریخ اور آثار سے واقف اور کتاب ''دیو بند تاریخ وتہذیب کے آئینے میں'' کے مصنف ڈاکٹر عبید اقبال عاصم صاحب سے رابطہ کیا گیا، آپ کے تتبع سے جو جواب ملا وہ بہت حد تک تطبیق کے لیے موزوں تھا، مناسب خیال ہوتا ہے کہ راقم نے جو عرضی آپ کو بھیجی تھی اسے بھی یہاں درج کر دیا جائے تاکہ محفوظ ہو جائے

مکرمی جناب عبید اقبال عاصم زید مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے جناب خیریت سے ہوں گے ، جناب کا رابطہ نمبر ایک کرم فرما نے عنایت فرمایا عرض کا مقصد ایک الجھن کا دور کرنا ہے ، جو یہ ہے

دارالعلوم دیو بند کی ابتدائی رودادوں میں ایک نام دو طرح ملتا ہے

(۱) محمود حسن دیو بندی (۲) محمود حسن سائیں دیو بندی

اوّل الذکر سے تو یقیناً حضرت شیخ الہند نَوَّرَ اللّٰہُ ضَرِیْحَہٗ ہی مراد ہیں جبکہ دوسرے بزرگ کی تعیین نہیں ہو پا رہی ! ناچیز نے اس ضمن محافظ خانہ دارالعلوم دیو بند بھی رابطہ کیا تھا مگر وہاں سے تسلی بخش جواب نہیں ملا البتہ یہ بتایا گیا کہ ''سائیں'' ایک برادری کو کہا جاتا تھا

معلوم طلب امر یہ ہے کہ جناب کی تحقیق میں دیو بند میں کوئی برادری اس نام کی تھی یا ہے ؟ یا یہ ایک مفروضہ ہے ؟

مؤخر الذکر نام ہمارے لیے اس لیے بھی اہم ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کو مدرسہ کی طرف سے جو سند دی گئی تھی اس میں درج کتب ''محمود حسن سائیں دیو بندی'' کی پڑھی کتب ملائے بغیر صرف محمود حسن دیو بندی کے نام سے درج کتب سے مکمل نہیں ہوتیں۔ امید ہے جناب اس الجھن سے نکلنے میں تعاون فرمائیں گے

جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء

ناچیز محمد معاذ لاہوری عفی عنہ (خریج) جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور پاکستان

جمعرات ۱۸؍ شعبان ۱۴۴۵ھ/ ۲۹؍ فروری ۲۰۲۴ء

راقم نے اس عرضی کے ساتھ دارالعلوم کی مطلوبہ رودادیں بھی بھیجی تھیں تاکہ مدعا سمجھنے میں سہولت رہے۔ موصوف نے کرم فرمائی کرتے ہوئے راقم کا مدعا دارالعلوم دیوبند وقف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد خضر شاہ صاحب مدظلہم کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ سائیں کسی برادری کا نام تو نہیں البتہ غالب گمان یہ ہے کہ قدیم دور میں ''سائیں'' کا لفظ پیار اور محبت سے مخاطب کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا اس لیے روداد میں جہاں محمود حسن کے ساتھ سائیں کا لاحقہ ہے وہ اسی قاعدہ کی بنیاد پر ہے !

(٣) ١٢٨٨ھ کے تعلیمی سال حضرت شیخ الہندؒ، حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں بغرض تعلیم میرٹھ وغیرہ میں مقیم تھے اس سال کی روداد میں محمود حسن دیوبندی اور محمود حسن سائیں دیوبندی دونوں ہی نام درج نہیں، قابل غور بات یہ ہے کہ اگر یہ دونوں علیحدہ شخصیات ہوتیں تو کسی ایک کا نام تو اس سال کی روداد میں درج ہوتا جبکہ اگلے سال ١٢٨٩ھ کی روداد میں دونوں ہی کے نام درج ہیں اس لیے ہمارا خیال یہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں واللہ اعلم

ذیل میں حضرت شیخ الہندؒ کی پڑھی گئی کتب اور ان کے محصلہ نمبر درج کیے جاتے ہیں یہ بات پیش نظر رہے کہ اس وقت کل نمبر ٢٠ جبکہ انعام کے لیے کم از کم ١٨ نمبر حاصل کرنے ہوتے تھے۔

١٢٨٣ھ/ ١٨٦٦ء :

اس سال کی روداد میں آپ کی پڑھی کتب تو درج نہیں البتہ انعام یافتہ طلبہ میں آپ کا نام نمبر ٢٣ پر اور حاصل کردہ نمبر ١٨ درج ہیں آپ کو اصول الشاشی انعام میں ملی [1]

١٢٨٤ھ/ ١٨٦٧ء :

کتاب	کنز الدقائق	میبذی	مختصر المعانی
حاصل کردہ نمبر	١٨	١٨	١٨

انعامی کتب : صغیری ، شرح عقائد ، حکایات نفحات الیمن [2]

[1] روداد مدرسہ عربی دیوبند ١٢٨٣ھ ص ٤ [2] کیفیت مدرسہ عربی دیوبند بابت سال دوم ١٢٨٤ھ مطبع قاسمی دیوبند ص ٦

۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء :

کتاب	هداية	مشكوة	مختصر المعانی	مقامات حریری	کنز الدقاق	شرح ملا	شرح تهذيب	التهذيب
نمبر	۳/۵ ۱۹	۱/۵ ۱۷	۱۸	۱۶	۱/۲ ۱۷	۲	۱۷	۱۸

انعامی کتب : ترمذی ، حسامی ، قال اقول [1]

۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء :

کتاب	ترمذی	مشکوة	هدايه	دیوان متنبی	کنز الدقائق	میر قطبی	قطبی تصدیقات	ارود بعربی
نمبر	۱/۲ ۱۸	۱/۲ ۱۸	۳/۴ ۱۷	۱۹	۱/۲ ۱۴	۱/۴ ۱۱	۱/۲ ۸	۱۹

انعامی کتب : ابوداؤد ، در مختار ، کلیه و دمنه در مختار [2]

۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء :

کتاب	مشکوة
نمبر	۳/۵ ۱۷

[3]

۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء :

اس سال آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے مقیم رہے حضرت نانوتویؒ میرٹھ، دیوبند، نانوتہ جہاں جہاں بھی مقیم ہوتے آپ ساتھ ساتھ ہوتے [4]

۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء :

کتاب	مسلم	نسائی	ترمذی	مقامات نا تمام	خلاصه الحساب	شرح وقاية
نمبر	۳/۴ ۱۶	۱/۲ ۱۹	۱/۲ ۱۸	۱/۲ ۱۷	۱/۴ ۱۴	۱۶

انعامی کتاب : نصف ابوداؤد ، ابو داؤد نصف آخر [5]

---

[1] کیفیت سومی سالانہ (۱۲۸۵ھ) مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور، مطبع ضیائی میرٹھ

[2] کیفیت چہارمی سالانہ مدرسہ عربی دیوبند بابت ۱۲۸۶ھ طبع دوم مطبع قاسمی دیوبند

[3] کیفیت پنجمی سالانہ مدرسہ عربی دیوبند بابت ۱۲۸۷ھ طبع دوم مطبع قاسمی دیوبند [4] حیات شیخ الہندؒ ص ۱۹

[5] کیفیت ہفتمی سالانہ مدرسہ عربی دیوبند بابت ۱۲۸۹ھ طبع دوم مطبع دیوبند باہتمام مولانا حبیب الرحمٰن

۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء :

کتاب : ابو داؤد نمبر : ۱/۴ ۱۹

انعامی کتب : شرح تہذیب ، مجموعہ منطق ، قطبی [1]

۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں آپ کی مدرسہ دیوبند سے فراغت ہوئی اور دستار و سند فضیلت سے نوازا گیا۔ ۱۹/ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ/ ۹/جنوری ۱۸۷۴ء کو مدرسہ عربی دیوبند کا پہلا تاریخ ساز جلسہ دستار بندی جامع مسجد دیوبند میں منعقد ہوا [2] اس جلسے میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ چار اور حضرات کی دستار بندی کر کے سند فراغت دی گئی ، روداد میں درج ہے :

''اس مدرسہ کے معمولات میں سے ہے کہ جب کوئی طالب علم بعد تکمیل یا قبل اس کے مدرسہ چھوڑے اور استدعا کرے تو ایک سند اس کی تحصیل کی اس کو ملتی ہے اور جو طالب علم بالکل فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو دستارِ فضیلت بھی مجمع عام بندھوائی جاتی ہے چنانچہ اس سال میں پانچ صاحبوں کو سند مرحمت ہوئی اور پنجتن کا ذکر مذکور الصدور ہو چکا ہے دستارِ فضیلت مع سند بتاریخ ۱۹/ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ بروز جمعہ جلسہ منعقد کر کے روبرو مجمع علماء اور دیگر روسائے شہر و اطراف و جوانب بندھوائی گئی نام ان صاحبوں کے جن کو سند مع دستارِ فضیلت عطا ہوئی

مولوی محمود حسن ساکن دیوبند مولوی عبدالحق ساکن پور قاضی

مولوی فخر الحسن ساکن گنگوہ مولوی فتح محمد ساکن تھانہ بھون

مولوی عبداللہ جلال آبادی [3]

اس موقع پر جو سند مدرسہ کی طرف سے آپ کو دی گئی تھی ذیل میں اسے درج کیا جاتا ہے

---

[1] کیفیت ہشتمی سالانہ مدرسہ عربی دیوبند بابت ۱۲۹۰ھ مطبع فاروقی دہلی باہتمام میر محمد معظم ص ۳۷

[2] کیفیت ہشتمی سالانہ بابت ۱۲۹۰ھ ص ۹ [3] کیفیت ہشتمی سالانہ بابت ۱۲۹۰ھ ص ۵۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مولوی محمود حسن خلف الرشید مولوی ذوالفقار علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع سہارنپور ساکن دیوبند ضلع سہارنپور ۱۲۸۳ھ میں تہذیب پڑھتے ہوئے داخل مدرسہ ہوئے۔ منطق میں تہذیب، قطبی، میر قطبی۔ حکمت میں میبذی ۔ بلاغت میں مختصر معانی ۔ کلام میں شرح عقائد۔ اصول میں اصول الشاشی، نور الانوار، توضیح تلویح ۔ فقہ میں کنز، شرح وقایہ، ہدایہ ۔ حدیث میں مشکوۃ، ترمذی، نسائی، مسلم، ابوداؤد۔ ریاضی میں تصریح ، شرح چغمینی ۔ ادب میں مقاماتِ ہندی، مقاماتِ حریری، دیوانِ متنبّی ، تاریخ یمنی، تاریخ تیموری، حماسہ۔ باقی کتب درسیہ بخدمت جناب مولوی محمد قاسم صاحب تحصیل کیں، سالانہ امتحانوں میں عدد کامل پایا اور انعام ہمیشہ ان کو ملا۔

استعداد جید، مناسبت تام ، ذہن ثاقب ، طبع موزوں، فکر صائب رکھتے ہیں اور بطورِ نیابت طلبہ کو درس دیتے رہے ہیں ۔ ان کی خوبی اخلاق اور عمدہ چال چلن سے مدرسین اور مہتمم راضی اور سب طلبہ سبق یاب وہم سبق خوش رہے ۔ اب بعد تکمیل وتحصیل بمشورہ مہتممان مدرسہ یہ سند عطا ہوئی۔ فقط ۱۹/ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ

العبد مدرسین مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور

العبد مدرس اوّل مولوی محمد یعقوب ، العبد مدرس دوم مولوی سیّد احمد صاحب
العبد مدرس سوم مولوی محمد محمود صاحب

العبد مدرس مہتممان مدرسہ مذکور الصدور

العبد مولوی مہتاب علی صاحب العبد مہتمم مدرسہ مولوی محمد رفیع الدین صاحب
العبد مولوی ذوالفقار علی صاحب، ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع سہارنپور [1] (جاری ہے)

[1] کیفیت ہشتمی سالانہ ۱۲۹۰ھ ص ۲۷ ، ۲۸

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

۱۷؍ جون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم کے ہم سبق حضرات حضرت مولانا خالد محمود صاحب، حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب، حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب اور حضرت مہتمم صاحب کے شاگرد مولانا شاہد ریاض صاحب و مولانا محمد عابد صاحب حضرت مہتمم صاحب کی عیادت کے لیے بعد نماز ظہر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت صاحب سے ملاقات کی اور کچھ دیر قیام فرمایا بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

وفیات

☆ ۱۹؍ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ/ ۱۶؍ جون ۲۰۲۵ء کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانی حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمد صاحب بنوریؒ کی اہلیہ صاحبہ، جامعہ کے موجودہ نائب مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف صاحب بنوری کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرما گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومہ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org